Spot CMYK#Waheed

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس　مفتی محمد امجد　حکیم محمد فیضان　غفار الحق

فی شمارہ.................. 25 روپے

سالانہ.................. 300 روپے

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

قانونی مشیر

الحاج غلام علی فاروق

(ایڈووکیٹ ہائی کورٹ)

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 300 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ ”التبلیغ“ حاصل کیجئے

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جاسکے گا

برائے رابطہ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچمڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270　فیکس: 051-5780728

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

ترتیب وتحریر

صفحہ

اداریہ ....پتنگ بازی کا کھیل ....مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ بقرہ: قسط138)........ حائضہ سے مباشرت وغیرہ کے احکام..............// // 6

درسِ حدیث ....خوارج اور قرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت (قسط2)..// // 16

مقالات و مضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ و اصلاحِ معاملہ

ملفوظات..// // 26

مسلم و مجرم دونوں برابر نہیں..مفتی محمد امجد حسین 31

دنیا کی محبت (قسط2)..قاری جمیل احمد 37

ماہِ ربیع الاول: ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات..............مولانا طارق محمود 40

علم کے مینار:.. تحصیلِ علم کے دوران امام ابوحنیفہ کا رتبہ ومقام ......مولانا غلام بلال 42

تذکرۂ اولیاء:.........حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث..........مولانا محمد ناصر 45

پیارے بچو!.......................جنات وشیاطین (چھٹی وآخری قسط).....حافظ محمد ریحان 48

بزمِ خواتین ....خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط13)......مولانا طلحہ مدثر 51

آپ کے دینی مسائل کا حل ...... جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم (قسط1)................................ادارہ 58

کیا آپ جانتے ہیں؟.............. سفارش کے آداب......................مفتی محمد رضوان 82

عبرت کدہ .... حضرت موسیٰ اپنی والدہ کی گود میں......مولانا طارق محمود 85

طب وصحت...............ابتدائی طبی امداد (First Aid) (قسط2)........مفتی محمد رضوان 88

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز.....................مولانا محمد امجد حسین 91

اخبارِ عالم .... قومی وبین الاقوامی چیدہ چیدہ خبریں..............حافظ غلام بلال 93

Idara Ghufran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اداریہ

مفتی محمد رضوان

پتنگ بازی کا کھیل

پتنگ بازی یوں تو بظاہر ایک تفریحی کھیل شمار ہوتا ہے، لیکن اپنی حقیقت اور نتائج کے لحاظ سے یہ کھیل انتہائی خطرناک، متعدد گناہوں اور مفاسد پر مشتمل بلکہ جان لیوا کھیل ہے۔

پہلے زمانہ میں تو یہ کھیل عام طور پر چھوٹے بچے اپنا دل بہلانے کے لئے کھیلا کرتے تھے، مگر ایک عرصہ سے یہ کھیل نوجوانوں اور بڑی عمر کے لوگوں کے علاوہ کئی عورتوں میں بھی شوق کے ساتھ کھیلا جانے لگا ہے، جبکہ بعض لوگ اس کھیل کو اپنے کلچر کا حصہ بنانے کے خواہش مند ہیں۔

سال کے مخصوص دنوں میں بسنت کے عنوان سے اجتماعی طور پر پتنگ بازی کا کھیل کھیلا جاتا ہے، جس میں بہت زیادہ غلو ہونے لگا ہے، پتنگ بازی اور خاص طور پر بسنت کے تہوار کے موقعہ پر متعدد افراد کی اموات واقع ہوجاتی ہیں، اور زخمی افراد کا معاملہ اس سے جدا ہوتا ہے۔

پتنگ بازی کرتے ہوئے بعض افراد خاص کر بچے چھتوں سے گر کر یا تو فوت ہوجاتے ہیں، یا زخمی ہوجاتے ہیں، اور بعض ہمیشہ کے لئے معذور یا مفلوج ہوکر رہ جاتے ہیں، بعض بچے پتنگ یا ڈور لوٹنے اور پکڑنے کی کوشش کرتے ہوئے کسی حادثہ کا شکار ہوجاتے ہیں، مثلاً راستہ میں ٹریفک کی زد میں آجاتے ہیں، یا پھر راستہ اور گزرگاہ میں ٹریفک وغیرہ کی رکاوٹ اور خلل کا باعث بنتے ہیں۔

بعض اوقات راہ گیر اور چلتے مسافروں کے سامنے سے پتنگ بازی کرنے والوں کی تیز ڈور گزرنے سے گلے کٹ جاتے ہیں، خاص طور پر جبکہ لوہے کی تار کی ڈور ہو، اور اس لوہے کی ڈور کے بجلی کے تاروں سے ٹکرا جانے سے بہت سے لوگوں کو کرنٹ لگ جاتا ہے، دھماکہ ہونے سے ٹرانسفارمر جل جاتا ہے، اور جگہ جگہ بجلی کے تاروں میں ڈور الجھنے سے بجلی کے نظام میں خلل واقع ہوتا ہے، پتنگ اڑانے والوں کے چھتوں پر چڑھنے اور شور وشرابہ کرنے سے محلّہ وعلاقہ والوں کو تکلیف وایذاء پہنچتی ہے، اور بسنت وغیرہ کے موقع پر فائرنگ اور اونچی آواز سے موسیقی پر مشتمل ڈیک چلانے سے بھی لوگوں کو تکلیف پہنچتی ہے، بعض لوگ فائرنگ کی زد میں آکر زخمی یا فوت ہوجاتے ہیں، اور مہنگی ترین ڈور اور پتنگ کی خریداری میں قیمتی دولت کا

ضیاع الگ ہوتا ہے،اور یہ سارے کام نہ صرف یہ کہ گناہ ہیں، بلکہ بڑے بڑے گناہ ہیں۔

اوراسی وجہ سے صوبہ پنجاب بھر میں حکومتِ پنجاب پاکستان کی طرف سے اس وقت پتنگ بازی پر قانونی طور پر پابندی عائد ہے۔

اس لئے پتنگ بازی اور خاص کر بسنت کا تہوار کئی گناہوں پر مشتمل ہونے کی وجہ سے شرعاً و اخلاقاً اور قانوناً جرم ہے، جس سے اپنے آپ اور اپنے اہل وعیال کو بچانا ضروری ہے،اوراس میں کسی طرح کا تعاون کرنا بھی گناہ ہے، جس میں بچوں وغیرہ کو پتنگ بازی کے لئے پیسے فراہم کرنا بھی داخل ہے۔

مگر افسوس کے قانونی طور پر سخت پابندی ہوتے ہوئے، اس سال بھی گزشتہ جمعہ کو بسنت کا تہوار انتہائی جوش وخروش کے ساتھ منایا گیا، جمعہ کے بابرکت دن کے علاوہ رات کے بڑے حصہ میں بھی خوب ہلّہ گُلّہ کیا گیا، پتنگ بازی اور ڈور لوٹنے کے چکر میں بہت سے بچے اور بڑے زخمی اور فوت ہوئے، بار بار بجلی کے نظام میں خلل واقع ہوتا رہا، مریضوں، کمزوروں اور عبادت گزاروں کو فائرنگ، موسیقی اور چیخ وپکار اور ہائے ہلاّ سے تکلیف الگ پہنچی، مگر معاشی بدحالی میں مبتلا قوم کا جوش وخروش عروج پر تھا۔

نہ تو جمعہ کی بابرکت رات کی پرواہ ہوئی، نہ جمعہ کے بابرکت دن کی، اوپر سے بسنت کے غیر اسلامی تہوار کو مناتے ہوئے جو بچے یا نوجوان فوت ہوگئے، ان کے متعلق بعض منچلوں کی طرف سے عظیم تہوار پر شہادت کا جام نوش فرمانے کا فتویٰ بھی جاری ہوا۔

اللہ ہی اس قوم کے فہم اور عمل کو درست کرے، ورنہ ہم نے ہلاکت وعذاب کا سامان کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔

اصلاح واضافہ شدہ جدید ایڈیشن

دُرود وسلام کے فضائل واحکام

مسنون وماثور درود وسلام کے عظیم الشان فضائل وفوائد، درود وسلام کے مخصوص مواقع اوران کی فضیلت واہمیت، درود وسلام کے متعلق شرعی احکام، اور منکرات

درود وسلام کے مسنون وماثور صیغے اور غیر مسنون صیغوں وطریقوں کی نشاندہی

اور درود وسلام سے متعلق بعض احادیث وروایات کی اسنادی حیثیت پر کلام

مصنف: مفتی محمد رضوان

Idara Ghufran

تعمیرِ پاکستان سکول

(سورہ بقرہ قسط138، آیت222) مفتی محمد رضوان

حائضہ سے مباشرت وغیرہ کے احکام

وَيَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًى فَاعْتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ وَلَا تَقْرَبُوْهُنَّ حَتّٰى يَطْهُرْنَ فَاِذَا تَطَهَّرْنَ فَاْتُوْهُنَّ مِنْ حَيْثُ اَمَرَكُمُ اللّٰهُ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ۲۲۲)

ترجمہ: اور سوال کرتے ہیں وہ آپ سے حیض کے متعلق، کہہ دیجئے کہ وہ گندگی ہے، پس کنارہ کش رہو تم عورتوں سے حیض کی حالت میں، اور قریب نہ جاؤ تم ان (عورتوں) کے، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائیں، پس جب وہ پاکی حاصل کرلیں تو آؤ تم ان کے پاس اس طرح سے کہ حکم دیا تم کو اللہ نے، بے شک اللہ پسند کرتا ہے خوب توبہ کرنے والوں کو اور پسند کرتا ہے خوب پاکی حاصل کرنے والوں کو (سورہ بقرہ)

تفسیر وتشریح

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

كَانَتِ الْيَهُوْدُ إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ مِنْهُمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهُنَّ وَلَمْ يُشَارِبُوْهُنَّ وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ، فَسَأَلُوْا نَبِيَّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذٰلِكَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ: وَيَسْأَلُوْنَكَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى ،فَأَمَرَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُؤَاكِلُوْهُنَّ وَيُشَارِبُوْهُنَّ وَيُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ، وَأَنْ يَّصْنَعُوْا بِهِنَّ كُلَّ شَيْءٍ مَا خَلَا الْجِمَاعَ (سنن النسائی، رقم الحديث ۲۸۸)

ترجمہ: یہودیوں کی عورتوں کو جب حیض آتا تو وہ نہ تو ان کو اپنے ساتھ کھلاتے تھے، اور نہ ان کو اپنے ساتھ پلاتے تھے، اور نہ ان کو اپنے گھروں میں ساتھ رکھتے تھے، جس کے بارے میں صحابۂ کرام نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا، تو اللہ عزوجل نے (سورہ بقرہ کی) یہ

آیت نازل فرمائی کہ:

وَيَسْـئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًی .

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کو یہ حکم فرمایا کہ وہ حیض والی عورتوں کے ساتھ کھائیں اور پئیں، اور ان کو اپنے ساتھ گھروں میں رکھیں، اور ان کے ساتھ جماع (یعنی وطی یا صحبت) کے علاوہ ہر کام کریں (نسائی)

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

أَنَّ الْيَهُوْدَ كَانُوْا إِذَا حَاضَتِ الْمَرْأَةُ فِيهِمْ لَمْ يُؤَاكِلُوْهَا، وَلَمْ يُجَامِعُوْهُنَّ فِي الْبُيُوْتِ فَسَأَلَ أَصْحَابُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ تَعَالٰى (وَيَسْأَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ أَذًى فَاعْتَزِلُوْا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ)إِلٰى آخِرِ الْآيَةِ، فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:اِصْنَعُوْا كُلَّ شَيْءٍ إِلَّا النِّكَاحَ فَبَلَغَ ذٰلِکَ الْيَهُوْدَ، فَقَالُوْا:مَا يُرِيْدُ هٰذَا الرَّجُلُ أَنْ يَّدَعَ مِنْ أَمْرِنَا شَيْئًا إِلَّا خَالَفَنَا فِيْهِ، فَجَاءَ أُسَيْدُ بْنُ حُضَيْرٍ، وَعَبَّادُ بْنُ بِشْرٍ فَقَالَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، إِنَّ الْيَهُوْدَ تَقُوْلُ: كَذَا وَكَذَا، فَلَا نُجَامِعُهُنَّ؟ فَتَغَيَّرَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَتّٰى ظَنَنَّا أَنْ قَدْ وَجَدَ عَلَيْهِمَا، فَخَرَجَا فَاسْتَقْبَلَهُمَا هَدِيَّةٌ مِنْ لَبَنٍ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَأَرْسَلَ فِيْ آثَارِهِمَا فَسَقَاهُمَا، فَعَرَفَا أَنْ لَمْ يَجِدْ عَلَيْهِمَا (مسلم، رقم الحديث ۳۰۲ "۱۶"، باب اصنعوا كل شيء إلا النكاح)

ترجمہ: یہودی لوگوں میں سے جب کسی عورت کو حیض آتا تو وہ اس عورت کو نہ تو اپنے ساتھ کھلاتے اور نہ اس کو گھروں میں اپنے ساتھ رکھتے، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام نے نبی ﷺ سے اس کے بارے میں سوال کیا، تو اللہ تعالیٰ نے (سورہ بقرہ کی) یہ آیت نازل فرمائی کہ:

وَيَسْـئَلُوْنَکَ عَنِ الْمَحِيْضِ قُلْ هُوَ اَذًی فَاعْتَزِلُوْا النِّسَاءَ فِي الْمَحِيْضِ آخر آیت تک.

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حیض کی حالت میں

نکاح (یعنی جماع یا وطی) کے علاوہ ہر کام کرو، پھر جب یہ بات یہودیوں تک پہنچی، تو انہوں نے کہا کہ یہ آدمی کیا چاہتا ہے، ہمارا کوئی کام نہیں چھوڑتا جس میں ہماری مخالفت نہ کرتا ہو، پھر حضرت اسید بن حضیر اور عباد بن بشر رضی اللہ عنہما نے آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ یہودی ایسی ویسی بات کہتے ہیں، تو ہم عورتوں سے جماع ہی نہ کرلیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ متغیر ہوگیا، یہاں تک کہ ہم نے گمان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں پر غصہ آیا ہے، پھر وہ دونوں حضرات اٹھ کر باہر نکل گئے، پھر ان دونوں حضرات کے سامنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس دودھ کا ہدیہ آیا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کو ایک آدمی کے ذریعہ سے بلوایا، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں حضرات کو دودھ پلایا، جس سے ان دونوں حضرات نے سمجھ لیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ان دونوں حضرات پر غصہ باقی نہیں رہا (مسلم)

اس سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت میں بیوی سے جماع یا صحبت کا کرنا جائز نہیں، البتہ صحبت اور جماع کے علاوہ دوسرے کام کرنا جائز ہے۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الَّذِيْ يَأْتِيْ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ، يَتَصَدَّقُ بِدِيْنَارٍ، أَوْ بِنِصْفِ دِيْنَارٍ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ٢٠٣٢) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں فرمایا کہ جو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں صحبت کرتا ہے کہ وہ ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ کرے (مسند احمد)

اس روایت کے متعلق بعض حضرات نے فرمایا کہ زیادہ صحیح یہ ہے کہ یہ روایت مرفوع حدیث کے بجائے حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

اور حیض کی حالت میں چونکہ عورت سے جماع کرنا حرام اور کبیرہ گناہ ہے، اس لئے اس گناہ کا اصل کفارہ تو یہ ہے کہ توبہ واستغفار کیا جائے، اور حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کی طرف سے اس گناہ کے سرزد ہونے پر ایک دینار یا آدھا دینار صدقہ کرنے کا حکم استحبابی درجہ کا ہے، تاکہ صدقہ کے ذریعہ سے اللہ کے

---

[1] صحح موقوفا، وهذا إسناد رجاله ثقات رجال الشيخين، غير مقسم مولى ابن عباس، فمن رجال البخارى إلا أنه روى مرفوعا وموقوفا، والموقوف أصح (حاشية مسند احمد)

غضب سے حفاظت حاصل ہو،اور نفس کو آئندہ اس گناہ سے بچنے پر تنبیہ ہو۔ [1]

حضرت عکرمہ بعض ازواجِ مطہرات سے روایت کرتے ہیں کہ:

أَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ إِذَا أَرَادَ مِنَ الْحَائِضِ شَیْئًا أَلْقٰی عَلٰی فَرْجِھَا ثَوْبًا (سنن ابی داؤد، رقم الحدیث ۲۷۲) [2]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب حیض کی حالت میں بیوی سے کچھ (یعنی بوس وکنار یا دوسرے جائز طریقہ سے قضائے شہوت) کرنا چاہتے ،تو بیوی کی شرمگاہ پر کپڑا ڈال کر حائل کرلیتے تھے(ابوداؤد)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ إِذَا حِضْتُ یَأْمُرُنِیْ أَنْ أَتَّزِرَ، ثُمَّ یُبَاشِرُنِیْ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۱۳۲) [3]

ترجمہ: جب میں حیض کی حالت میں ہوتی ،تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ازار (یعنی ناف سے لے کر گھٹنوں تک کپڑا) پہننے کا حکم دیتے اور پھر مجھ سے مباشرت (یعنی قضائے شہوت)فرماتے تھے(ترمذی)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَأَلْتُ رِسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عَمَّا یَحِلُّ لِلرَّجُلِ مِنْ اِمْرَأَتِہٖ وَھِیَ

---

[1] قال الخطابی :قال أکثر العلماء :لا شیء علیہ یستغفر اللہ، وزعموا أن ھذا مرسل أو موقوف علی ابن عباس، ولا یصح متصلا مرفوعا، ثم اعلم أن وطء الحائض فی الفرج عمدا حرام بالاتفاق، فلو وطء قال أبو حنیفۃ ومالک والشافعی فی الجدید :الراجح من مذھبہ، وأحمد فی إحدی روایتیہ :یستغفر اللہ ویتوب إلیہ ولا شیء علیہ، لکن یستحب عند الشافعی أن یتصدق بدینار إن وطء فی إقبال الدم وبنصفہ فی إدبارہ، وفی قولہ :یجب ما ذکر .قال ابن الھمام :لا یأتیھا زوجھا ولو) أتاھا مستحلا کفر أو عالما بالحرمۃ أتی کبیرۃ ووجبت التوبۃ، ویتصدق بدینار أو بنصفہ استحبابا .وقیل :بدینار إن کان أول الحیض، وبنصفہ إن کان فی آخرہ، کأن قائلہ رأی أن لا معنی للتخییر بین القلیل والکثیر فی النوع الواحد(مرقاۃ المفاتیح، ج۲ص۴۹۶، کتاب الطھارۃ، باب الحیض)

[2] قال شعیب الارنؤوط:اسنادہ صحیح(حاشیۃ سنن ابی داوٗد)

[3] قال الترمذی: وفی الباب عن أم سلمۃ، ومیمونۃ، حدیث عائشۃ حدیث حسن صحیح وھو قول غیر واحد من أھل العلم من أصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم، والتابعین، وبہ یقول الشافعی، وأحمد، وإسحاق

Idara Ghufran

حَائِضٌ؟ قَالَ: فَقَالَ: مَا فَوْقَ الْإِزَارِ (سنن أبی داود، رقم الحديث ۲۱۳) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ مرد کو اپنی بیوی سے حیض کی حالت میں کیا چیز حلال ہے؟ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ازار کے اوپر سے حلال ہے(ابوداؤد)

اس طرح کی روایت حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے موقوفاً بھی مروی ہے۔ [2]

ازار کے اوپر سے حلال ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ پر کپڑا درمیان میں حائل ہوئے بغیر شہوت پوری کرنا اور چھونا وغیرہ منع ہے، اوراس کے اوپر سے حلال ہے، جیسا کے آگے آتا ہے۔

امُّ المومنین حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

بَيْنَا أَنَا مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، مُضْطَجِعَةٌ فِيْ خَمِيْصَةٍ، إِذْ حِضْتُ، فَانْسَلَلْتُ، فَأَخَذْتُ ثِيَابَ حِيْضَتِيْ، قَالَ: أَنُفِسْتِ قُلْتُ: نَعَمْ، فَدَعَانِيْ، فَاضْطَجَعْتُ مَعَهُ فِي الْخَمِيْلَةِ(صحيح البخاری، رقم الحديث ۲۹۸)

ترجمہ: اس درمیان کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک چادر میں لیٹی ہوئی تھی کہ یکا یک مجھے حیض آ گیا، تو میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے الگ ہوگئی، پھر میں نے اپنے حیض کے کپڑے پہن لئے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تمہیں حیض آ گیا، میں نے کہا کہ جی ہاں! تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا اور میں آپ کے ساتھ اسی چادر میں لیٹ گئی(بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كُنْتُ أَشْرَبُ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ، فَيَشْرَبُ، وَأَتَعَرَّقُ الْعَرْقَ وَأَنَا حَائِضٌ، ثُمَّ أُنَاوِلُهُ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَيَضَعُ فَاهُ عَلٰى مَوْضِعِ فِيَّ (مسلم، رقم الحديث ۳۰۰"۱۴"باب سؤر الحائض)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره(حاشية سنن ابی داوٗد)

[2] ميمون بن مهران، قال: سئلت عائشة :ما يحل للرجل من امرأته وهی حائض قالت ما فوق الإزار (سنن الدارمی، رقم الحديث ۱۰۷۸)

قال حسين سليم اسد الدارانی:إسناده صحيح.

ترجمہ: میں حیض کی حالت میں پانی پیتی، پھر میں وہ چیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ اسی جگہ رکھتے، جہاں میرا منہ ہوتا تھا، پھر وہ پانی پیتے، اور میں حیض کی حالت میں ہڈی چوستی، پھر میں وہ ہڈی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو دے دیتی، تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنا منہ اسی جگہ رکھتے، جہاں میرا منہ لگا ہوتا تھا (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَتَّكِءُ فِيْ حِجْرِيْ وَأَنَا حَائِضٌ، فَيَقْرَأُ الْقُرْآنَ (مسلم، رقم الحديث ٣٠١ "١٥" باب اتكاء الرجل فی حجر زوجته وهی حائض وقراءة القرآن)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری گود میں تکیہ لگاتے، اور میں حیض کی حالت میں ہوتی اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم (اسی حالت میں) قرآن مجید پڑھتے (مسلم)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ہی سے روایت ہے کہ:

قَالَ لِيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: نَاوِلِيْنِي الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ، قَالَتْ فَقُلْتُ: إِنِّيْ حَائِضٌ، فَقَالَ: إِنَّ حَيْضَتَكِ لَيْسَتْ فِيْ يَدِكِ (مسلم، رقم الحديث ٢٩٨ "١١" باب الحائض تُناول من المسجد)

ترجمہ: مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے مسجد سے جائے نماز اٹھا کر دو، تو میں نے عرض کیا کہ میں تو حیض کی حالت میں ہوں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آپ کا حیض آپ کے ہاتھ میں نہیں ہے (مسلم)

امّ المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:

كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّيْ وَأَنَا حِذَائَهُ وَأَنَا حَائِضٌ وَرُبَّمَا أَصَابَنِيْ ثَوْبُهُ إِذَا سَجَدَ (مسلم، رقم الحديث ٥١٣ "٢٧٣")

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھتے، اور میں حیض کی حالت میں آپ کے قریب ہوتی، بسا اوقات سجدہ کرتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کپڑا مجھ سے لگ جاتا تھا (مسلم)

مذکورہ احادیث وروایات سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت میں عورت کا ظاہری جسم پاک ہوتا ہے، اسی وجہ

سے اس کا جھوٹا اور پسینہ پاک ہوتا ہے، اور اس کے ہاتھ سے پکائی ہوئی چیز اور دھوئے ہوئے کپڑے اور برتن وغیرہ پاک ہوتے ہیں، اور عورت کا بچہ کو دودھ پلانا بھی جائز ہوتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِذَا أَقْبَلَتِ الْحَيْضَةُ فَاتْرُكِي الصَّلَاةَ، وَإِذَا أَدْبَرَتْ فَاغْتَسِلِي (سنن النسائی، رقم الحدیث ٢٠٢)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب عورت کو حیض آئے، تو وہ نماز چھوڑ دے، اور جب حیض چلا جائے، تو وہ غسل کرلے (اور نماز پڑھے) (نسائی)

مذکورہ احادیث سے معلوم ہوا کہ عورت کو حیض کی حالت میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا جائز نہیں، اور روزہ کی قضاء بعد میں کرنے کا حکم ہے، مگر نماز کی قضاء کا حکم نہیں۔

قرآن مجید کی مذکورہ آیت اور احادیث سے معلوم ہوا کہ حیض کی حالت میں عورت سے جماع یعنی صحبت کرنا حرام ہے، اور اگر کوئی اس عمل کو حلال سمجھے، تو وہ کافر ہے۔

اور اگر کوئی حیض کی حالت میں صحبت کرنے کا گناہ کر بیٹھے، تو اس کو توبہ واستغفار کرنا چاہئے، اور کچھ صدقہ وخیرات بھی کر دینا بہتر ہے، پھر حیض شروع ہونے کے بعد صحبت کرنے کی صورت میں صدقہ، ایک دینار یعنی ساڑھے چار ماشہ سونا کی مقدار میں کرنا بہتر ہے، اور حیض ختم ہونے کے زمانہ میں صحبت کرنے کی صورت میں اس مقدار کا نصف حصہ صدقہ کرنا بہتر ہے۔ [1]

اور حیض کی حالت میں عورت کے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ کے علاوہ جسم کے باقی حصہ سے قضائے شہوت اور بوس وکنار وغیرہ کرنا جائز ہے۔

اور اکثر فقہاء کرام کے نزدیک حیض کی حالت میں عورت کے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ سے بغیر کپڑا حائل کیے ہوئے شہوت سے چمٹنا، چھونا اور دیکھنا اور شہوت پوری کرنا جائز نہیں، تاکہ ایک تو حیض

---

[1] وطء الحائض ونحوها: ويحرم بالاتفاق إتيان الحائض، ومستحله كافر، لقوله تعالى: (ويسألونک عن المحيض، قل: هو أذى، فاعتزلوا النساء فى المحيض، ولا تقربوهن حتى يطهرن، فإذا تطهرن فأتوهن من حيث أمركم الله، إن الله يحب التوابين، ويحب المتطهرين) والنفساء كالحائض.

ويسن لمن وطء الحائض أن يتصدق بدينار إن وطئها فى إقبال الدم، وبنصفه فى إدباره؛ لخبر أبى داود والحاكم وصححه: إذا واقع الرجل أهله وهى حائض، إن كان دما أحمر فليتصدق بدينار، وإن كان أصفر، فليتصدق بنصف دينار (الفِقهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ للزحيلی، ج٤، ص٢٦٤٣، الباب السابع، المبحث الرابع)

کے اثر سے حفاظت رہے، کیونکہ وہ گندی اور نجس چیز ہے، جس میں جراثیم ہوتے ہیں، اور وہ بیماری کا بھی باعث ہو جاتے ہیں، دوسرے جماع اور صحبت میں مبتلا ہونے سے بھی حفاظت رہے۔

البتہ حنبلی فقہائے کرام کے نزدیک حیض کی حالت میں عورت سے جماع یعنی وطی کرنا تو جائز نہیں، تاہم وطی کے علاوہ دوسرے طریقوں سے ناف سے لے کر گھٹنوں تک کے حصہ سے شہوت پوری کرنا جائز ہے۔ [1]

پھر حنفیہ کے نزدیک جب عورت کے حیض کی اکثر مدت (یعنی پورے دس دن کا عرصہ) پورا ہو جائے، اگرچہ ابھی اس نے غسل نہ کیا ہو، تو اس عورت سے جماع اور وطی کرنا جائز ہے، اگرچہ بہتر و افضل یہ ہے کہ اس عورت سے اس وقت تک صحبت نہ کی جائے، جب تک یہ عورت باقاعدہ غسل نہ کرلے۔

اور اگر کسی عورت کا حیض دس دن سے کم وقت میں بند ہو گیا ہو، مثلاً تین دن یا پانچ دن کی عادت تھی، اور عادت کے مطابق وقت گزر گیا، اور خون بند ہو گیا، تو حنفیہ کے نزدیک ایسی عورت سے اس وقت تک جماع

---

[1] لا خلاف بين الفقهاء فى أن وطء الحائض فى الفرج حرام لقوله تعالى :(فاعتزلوا النساء فى المحيض ولا تقربوهن حتى يطهرن) كما لا خلاف بينهم فى جواز مباشرتها فيما فوق السرة ودون الركبة لحديث: أن النبى صلى الله عليه وسلم سئل عما يحل للرجل من امرأته وهى حائض؟ فقال :ما فوق الإزارواختلفوا فى مباشرتها فيما بين السرة والركبة فذهب الجمهور إلى أنه حرام واستدلوا بحديث عائشة رضى الله عنها قالت :كانت إحدانا إذا كانت حائضا فأراد رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يباشرها أمرها أن تتزر فى فور حيضتها ثم يباشرها .

وقال الحنابلة :يجوز أن يصنع كل شىء ما عدا الوطء (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٣٦ص ٥٢، مادة ” مباشرة “)

وأما ما عدا الوطء فى الفرج للحائض من الاستمتاع بالضم أو المس، أو القبلة أو غير ذلك، فتجوز المباشرة فيما فوق السرة وتحت الركبة باتفاق العلماء .

وأما المباشرة فيما بين السرة والركبة ففيه أقوال ثلاثة :

١ ـ قول أكثر العلماء ، منهم أبو حنيفة وأبو يوسف والمالكية والشافعية :وهو التحريم، سدا للذريعة، ولحديث عائشة :كانت إحدانا إذا كانت حائضا، فأراد رسول الله صلى الله عليه وسلم أن يباشرها، أمرها أن تأتزر بإزار، فى فور حيضتها، ثم يباشرها .

٢ ـ قول الحنابلة والأوزاعى ومحمد من الحنفية وغيرهم :الجواز، لقول النبى صلى الله عليه وسلم :اصنعوا كل شىء إلا النكاح، وفى لفظ :إلا الجماع وهو صريح بتحليل كل شىء ما عدا النكاح.

٣ ـ التفصيل :إن كان المباشر يضبط نفسه عن الفرج، إما لشدة ورع، أو لضعف شهوة، جاز، وإلا لم يجز.

وأرجح العمل بالأحوط فى الأحوال العادية، فإن كان المرء مسافرا ثم قدم، أو شديد الشبق ،جاز له العمل بالقولين الآخرين، بشرط أن يضبط نفسه عن الفرج، منعا من الوقوع فى الحرام بالنظر إلى الأجنبيات وغيره، ولأن النبى صلى الله عليه وسلم كان إذا أراد من الحائض شيئا، ألقى على فرجها شيئا (الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ للزحيلى، ج٤،ص ٢٦٤٣،الباب السابع، المبحث الرابع)

یا وطی کرنا جائز نہیں، جب تک یہ عورت غسل نہ کرلے، یا کوئی ایک نماز اس کے ذمہ فرض ہو جائے، اور اگر پانی کے استعمال سے عاجز ہو، تو غسل کی جگہ تیمّم نہ کرلے۔

لیکن حنفیہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک بہر حال عورت کے حیض بند ہونے کے بعد اس وقت تک جماع اور وطی کرنا جائز نہیں، جب تک کہ حیض بند ہونے کے بعد عورت غسل نہ کرلے۔ [1]

اور اس سلسلہ میں جو احکام حیض کی حالت کے ہیں، وہی احکام عورت کے نفاس (یعنی بچہ کی ولادت کے بعد آنے والے خون) کی حالت کے بھی ہیں۔ [2]

---

[1] وأجاز أبو حنيفة إتيان المرأة إذا انقطع دم الحيض، ولو لم تغتسل بالماء إلا أنه إذا انقطع دمها بعد أكثر الحيض (عشرة أيام) حلت حينئذ، وإن انقطع دمها لأقل من عشرة أيام، لم تحل حتى يمضى وقت صلاة كامل أو تغتسل.

ولم يجز الجمهور غير أبى حنيفة إتيانها حتى ينقطع الحيض، وتغتسل بالماء غسل الجنابة (الفِقْهُ الإسلاميُّ وأدلَّتُهُ للزحيلى، ج۴، ص۲۶۴۳، الباب السابع، المبحث الرابع)

ذهب جمهور الفقهاء -المالكية والشافعية والحنابلة -إلى أنه لا يحل وطء الحائض حتى تطهر -ينقطع الدم -وتغتسل .فلا يباح وطؤها قبل الغسل، قالوا :لأن الله تعالى شرط لحل الوطء شرطين :انقطاع الدم، والغسل، فقال تعالى :(ولا تقربوهن حتى يطهرن) أى ينقطع دمهن .(فإذا تطهرن) أى اغتسلن بالماء (فأتوهن) . وقد صرح المالكية بأنه لا يكفى التيمم لعذر بعد انقطاع الدم فى حل الوطء فلا بد من الغسل حتى يحل وطؤها.

وفرق الحنفية بين أن ينقطع الدم لأكثر مدة الحيض وبين أن ينقطع لأقله، وكذا بين أن ينقطع لتمام عادتها، وبين أن ينقطع قبل عادتها .فذهبوا إلى أنه إذا انقطع الدم على أكثر المدة فى الحيض ولو حكما بأن زاد على أكثر المدة، فإنه يجوز وطؤها بدون غسل، لكن يستحب تأخير الوطء لما بعد الغسل.

وإن انقطع دمها قبل أكثر مدة الحيض أو لتمام العادة فى المعتادة بأن لم ينقص عن العادة، فإنه لا يجوز وطؤها حتى تغتسل أو تتيمم، أو أن تصير الصلاة دينا فى ذمتها، وذلك بأن يبقى من الوقت بعد الانقطاع مقدار الغسل والتحريمة فإنه يحكم بطهارتها بمضى ذلك الوقت، ولزوجها وطؤها بعده ولو قبل الغسل.

وإذا انقطع الدم قبل العادة وفوق الثلاث، فإنه لا يجوز وطؤها حتى تمضى عادتها وإن اغتسلت، لأن العود فى العادة غالب، فكان الاحتياط فى الاجتناب، فلو كان حيضها المعتاد لها عشرة فحاضت ثلاثة وطهرت ستة لا يحل وطؤها ما لم تمض العادة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۱۸ ص۳۲۵، مادة "حيض")

[2] صرح الفقهاء بأن حكم النفساء حكم الحائض فى حل ما يحرم عليها ويسقط عنها.

وذلك لأن دم النفاس هو دم الحيض، إنما امتنع خروجه مدة الحمل لكونه ينصرف إلى غذاء الحمل.

فيحرم على النفساء الصلاة والصوم وتقضى الصوم ولا تقضى الصلاة (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۱ ص۱۶، مادة "نفاس")

Iqra Ghufran

مطبوعاتِ ادارہ

اضافہ واصلاح شدہ جدید ایڈیشن

شادی کو سادی بنایئے

نکاح کی فضیلت واہمیت، نکاح کے فرض، سنت اور حرام وغیرہ ہونے کی صورتیں
نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے مسنون ومستحب نکاح کے نمونے
شادی کو آسان اور سادی بنانے کا حکم اور اس کا طریقہ
شادی کو سادی بنانے کے دنیوی اور اخروی فوائد ونتائج
کبر وعُجب، ریا کاری، نمود ونمائش اور اسراف پر مشتمل رسموں کی
دنیوی واُخروی تباہ کاریاں، اور ان کا نعم البدل
منگنی، نکاح، مہر، ولیمہ اور جہیز کا مدلّل ومفصّل حکم

مصنّف
مفتی محمد رضوان

قرائت، شعر، سماع اور موسیقی کا حکم

قرآن وسنت اور اسلامی فقہ کی روشنی میں
تفریح اور اس کی حدود، قرآن مجید کی تلاوت، قرائت اور سماعت
شعر سازی اور شعر گوئی، محفلِ حمد ونعت اور حسنِ قرائت اور سماع وقوالی کا حکم
اور موسیقی (Music) اور گانے (Song) کا شرعی حکم
شعر وشاعری اور گانے بجانے اور موسیقی سے متعلق مختلف شرعی احکام
اس سلسلہ میں پیش کئے جانے والے مختلف شبہات کا منصفانہ جائزہ۔
مستند مراجع وحوالوں کے ساتھ

مصنّف
مفتی محمد رضوان

بسلسلہ اسلامی مہینوں کے فضائل واحکام　　اضافہ واصلاح شدہ چوتھا ایڈیشن

شعبان وشبِ برأت
کے
فضائل واحکام

اس کتاب میں اسلامی سال کے آٹھویں مہینے ''شعبانُ المُعَظَّمُ'' سے متعلق فضائل ومسائل اور منکرات ومفاسد کو تفصیل کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے، اور اسی کے ساتھ ''شبِ برأت'' کے بارے میں افراط وتفریط سے بچتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ کے معتدل نظریہ کو دلائل کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے اور اس بارے میں علمی وعملی، فکری ونظریاتی بے اعتدالیوں کا بھی جائزہ لیا گیا ہے۔ آخر میں اس مہینے میں واقع ہونے والے بعض اہم تاریخی واقعات کو بھی درج کر دیا گیا ہے۔

مصنّف
مفتی محمد رضوان

تاریخ ومشائخِ تصوف

زمانہ خیر القرون سے لے کر فتنہ تاتار اور اس کے بعد کے ادوار تک
عہد بہ عہد تصوف کے ادارہ کی سرگزشت اور اس کے نشیب وفراز پر تبصرہ
ہر صدی کے نامور مشائخِ تصوف وکتبِ تصوف کا تذکرہ
اہل السنۃ والجماعۃ کے چاروں سلاسلِ تصوف کے بانی مشائخ کی سوانح
اور چاروں سلسلوں کے شجرہائے نسبت
مولانا روم کی سوانح اور مثنوی روم کا جائزہ اور مثنوی سے منتخب اشعار کی تشریح
اللہ والوں کی موت وآخرت کے متعلق فکرمندی کے واقعات

مصنف
مفتی محمد امجد حسین

ملنے کا پتہ
کتب خانہ: ادارہ غفران، چاہ سلطان، گلی نمبر 17 راولپنڈی
فون: 051-5507270

درسِ حدیث **مفتی محمد رضوان**

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

خوارج اور قرآن حلق سے نیچے نہ اترنے والوں کی قرائت

(قسط2)

(16)......حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَخْرُجُ فِيْ آخِرِ الزَّمَانِ قَوْمٌ أَحْدَاثُ الْأَسْنَانِ، سُفَهَاءُ الْأَحْلَامِ، يَقُوْلُوْنَ مِنْ خَيْرِ قَوْلِ الْبَرِيَّةِ، يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، فَإِذَا لَقِيْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ، فَإِنَّ فِيْ قَتْلِهِمْ أَجْرًا لِمَنْ قَتَلَهُمْ عِنْدَ اللّٰهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ(مسند ابی یعلیٰ، رقم الحديث ۳۲۴)[1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ آخری زمانہ میں کچھ لوگ نوعمر کم عقل برآمد ہوں گے، جو تمام مخلوق سے بہترین باتیں کریں گے، قرآن کو پڑھیں گے، مگر قرآن اُن کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، جب تم ان سے ملو تو ان کو قتل کردو، کیونکہ ان کو قتل کرنے پر قیامت کے دن اللہ کے نزدیک قتل کرنے والے کو بڑا اجر وثواب ملے گا (ابو یعلیٰ)

ان روایات سے معلوم ہوا کہ خارجی لوگوں کے طبقہ میں کم عمر اور نوجوان ہوں گے، اور ان میں عقل کی کمی ہوگی، اور وہ دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں انتہائی عمدہ، مثلاً قتال وجہاد اور قربانی کی باتیں کریں گے، قرآن کو پڑھیں گے، مگر وہ ان کے حلق سے نیچے اثر انداز نہ ہوگا۔

(17)......حضرت یسیر بن عمرو رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قُلْتُ لِسَهْلِ بْنِ حُنَيْفٍ، هَلْ سَمِعْتَ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: فِي الْخَوَارِجِ شَيْئًا؟ قَالَ: سَمِعْتُهُ يَقُوْلُ، وَأَهْوٰى بِيَدِهٖ قِبَلَ الْعِرَاقِ: يَخْرُجُ مِنْهُ قَوْمٌ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ مُرُوْقَ السَّهْمِ مِنَ

---

[1] قال حسين سليم أسد الداراني:
إسناده صحيح (حاشية مسند ابی یعلیٰ)

Idara Ghufran

الرَّمِيَّةِ (صحیح البخاری) [1]

ترجمہ: میں نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ سے معلوم کیا کہ کیا آپ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خوارج (یعنی خارجیوں) کے متعلق کچھ فرماتے ہوئے سنا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ آپ نے اپنا ہاتھ عراق کی طرف بڑھاتے ہوئے فرمایا کہ وہاں سے ایک قوم نکلے گی وہ لوگ اس طرح قرآن پڑھیں گے کہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے کہ جس طرح تیر شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے (بخاری)

(18)......حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : لَيَقْرَأَنَّ الْقُرْآنَ نَاسٌ مِّنْ أُمَّتِىْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ (سنن ابن ماجه) [2]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں کچھ لوگ قرآن کو ضرور بالضرور پڑھیں گے، مگر وہ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے (آر پار ہو کر بے نشان) نکل جاتا ہے (ابنِ ماجہ)

(19)......حضرت ابو بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ فِىْ أُمَّتِىْ قَوْمًا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ فَإِذَا خَرَجُوْا فَاقْتُلُوْهُمْ فَإِذَا خَرَجُوْا فَاقْتُلُوْهُمْ (كتاب السنة لابنِ ابى عاصم) [3]

---

[1] رقم الحديث ٦٩٣٤، كتاب استتابة المرتدين والمعاندين وقتالهم، باب من ترك قتال الخوارج للتألف، وأن لا ينفر الناس عنه.

[2] رقم الحديث ١٧١، كتاب افتتاح الكتاب فى الإيمان وفضائل الصحابة والعلم، باب فى ذكر الخوارج.

قال شعيب الارنؤوط: صحيح لغيره (حاشية سنن ابنِ ماجه)

[3] رقم الحديث ٩٣٦، باب المارقة والحرورية والخوارج السابق لها خذلان خالقها.

قال الالبانى: إسناده جيد رجاله ثقات رجال مسلم غير هارون بن محمد وهو ابن بكار بن بلال العاملى الدمشقى وأبيه وهما ثقتان. وللحديث طريقان آخران تقدم أحدهما برقم٩٢٧ ويأتى الآخر بعده (ظلال الجنة فى تخريج السنة، تحت رقم الحديث ٩٣٦)

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں کچھ لوگ قرآن کو اس طرح پڑھیں گے کہ قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، پس جب وہ خروج کریں، تو تم ان کو قتل کردو، پھر جب وہ خروج کریں، تو تم ان کو قتل کردو (ابنِ ابی عاصم)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ خارجی لوگ صرف ایک مرتبہ ہی خروج نہیں کریں گے، بلکہ وہ ایک سے زیادہ مرتبہ خروج کریں گے، لہٰذا یہ سمجھنا درست نہیں کہ خارجی لوگ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں برآمد ہوئے تھے، اور بس ان کا قصہ تا قیامت ختم ہوگیا۔

(20)......حضرت مسلم بن ابی بکرہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ وَالِدِیْ أَبَا بَكْرَةَ، يَقُوْلُ: عَنْ نَبِيِّ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَلَا إِنَّهُ سَيَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِیْ أَقْوَامٌ أَشِدَّاءُ أَحِدَّاءُ، ذَلِقَةٌ أَلْسِنَتُهُمْ بِالْقُرْآنِ، لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، أَلَا فَإِذَا رَأَيْتُمُوْهُمْ فَأَنِيْمُوْهُمْ، ثُمَّ إِذَا رَأَيْتُمُوْهُمْ فَأَنِيْمُوْهُمْ، فَالْمَأْجُوْرُ قَاتِلُهُمْ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٤٤٦)[1]

ترجمہ: میں نے اپنے والد حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے (خوارج کے بارے میں) سنا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں ایسی قوم نکلے گی، جو بہت تیز اور سخت (یعنی انتہاوتشدد پسند) ہوگی، ان کی زبان قرآن پڑھنے میں تیز ہوگی، لیکن قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، جب تمہارا ان سے سامنا ہو، تو تم انہیں قتل کردینا، پھر جب تمہارا ان سے سامنا ہو، تو تم انہیں قتل کردینا، ان کے قتل کرنے والے کو اجروثواب دیا جائے گا (مسند احمد)

اس روایت سے خارجیوں کی ایک علامت یہ معلوم ہوئی کہ وہ بہت سخت اور تیز ہوں گے، یعنی دین کے معاملہ میں بظاہر مسلمانوں کے مقابلہ میں تشدد وانتہا پسندی کریں گے اور قرآن پڑھنے میں ان کی زبان تیز ہوگی۔

(21)......حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِدَنَانِيْرَ، فَجَعَلَ يَقْبِضُ قَبْضَةً قَبْضَةً، ثُمَّ يَنْظُرُ عَنْ يَمِيْنِهٖ كَأَنَّهُ يُؤَامِرُ أَحَدًا: مَنْ يُعْطِیْ؟ قَالَ عَفَّانُ فِیْ حَدِيْثِهٖ: يُؤَامِرُ

---

[1] قال شعيب الارنؤوط: إسناده قوى على شرط مسلم (حاشية مسند احمد)

أَحَدًا، ثُمَّ يُعْطِي، وَرَجُلٌ أَسْوَدُ مَطْمُومٌ ، عَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَبْيَضَانِ بَيْنَ عَيْنَيْهِ أَثَرُ السُّجُودِ، فَقَالَ: مَا عَدَلْتَ فِي الْقِسْمَةِ، فَغَضِبَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ: مَنْ يَعْدِلُ عَلَيْكُمْ بَعْدِيْ؟ قَالُوْا: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ، أَلَا نَقْتُلُهُ؟ فَقَالَ: لَا ثُمَّ قَالَ لِأَصْحَابِهٖ هٰذَا وَأَصْحَابُهُ يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، لَا يَتَعَلَّقُوْنَ مِنَ الْإِسْلَامِ بِشَيْءٍ (مسند احمد، رقم الحديث ٢٠٤٣٤) [1]

ترجمہ: ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس کچھ دینار (یعنی اس زمانہ کے سونے کے سکّے) آئے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مٹھی بھر بھر کران کو (مستحقین میں) تقسیم فرما رہے تھے، پھر اپنی دائیں طرف دیکھ رہے تھے، گویا کہ آپ کسی سے مشورہ فرمارہے تھے کہ کس کو دیں؟ عفان (راوی) نے اپنی (روایت کردہ) حدیث میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی سے مشورہ فرماتے تھے، پھر دیتے تھے، اور وہاں ایک سیاہ آدمی بھی تھا، جس کے بال مونڈے ہوئے تھے، اس نے دو سفید کپڑے پہن رکھے تھے اور اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان (یعنی پیشانی پر عبادت کرنے کی وجہ سے) سجدے کا نشان تھا، تو اس نے کہا کہ (اے محمد) آپ نے تقسیم کرنے میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیا، یہ سُن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ ہوگئے، اور فرمایا کہ میرے بعد تمہارے ساتھ کون انصاف کرسکتا ہے؟ لوگوں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا ہم اس کو قتل نہ کردیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابۂ کرام سے فرمایا کہ یہ شخص اور اس کے ساتھی دین سے اس طرح نکل جائیں گے، جس طرح سے کہ تیر شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے، ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں رہے گا (مسند احمد)

اس طرح کی روایات میں خارجیوں کو قتل نہ کرنے کا ذکر ہے، اور دونوں قسم کی روایات کا مطلب محدثین نے جو بیان فرمایا ہے، وہ گزر چکا ہے اور آخر میں بھی آتا ہے۔

(22)......حضرت عقبہ بن وساج رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

كَانَ صَاحِبٌ لِيْ يُحَدِّثُنِيْ عَنْ شَأْنِ الْخَوَارِجِ وَطَعْنِهِمْ عَلٰى أُمَرَائِهِمْ فَحَجَجْتُ

---

[1] قال شعیب الارنؤوط: صحیح لغیرہ (حاشیة مسند احمد)

فَلَقِيتُ عَبْدَ اللّٰهِ بْنَ عَمْرٍو فَقُلْتُ لَهُ: أَنْتَ مِنْ بَقِيَّةِ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَدْ جَعَلَ اللّٰهُ عِنْدَكَ عِلْمًا وَأُنَاسٌ بِهٰذَا الْعِرَاقِ يَطْعَنُوْنَ عَلٰى أُمَرَائِهِمْ وَيَشْهَدُوْنَ عَلَيْهِمْ بِالضَّلَالَةِ فَقَالَ لِيْ: أُولٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِيْنَ أُتِيَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِقَلِيْدٍ مِنْ ذَهَبٍ وَفِضَّةٍ فَجَعَلَ يَقْسِمُهَا بَيْنَ أَصْحَابِهٖ فَقَامَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ: وَاللّٰهِ لَئِنْ أَمَرَكَ اللّٰهُ أَنْ تَعْدِلَ فَمَا أَرَاكَ أَنْ تَعْدِلَ فَقَالَ: وَيْحَكَ مَنْ يَعْدِلُ عَلَيْهِ بَعْدِيْ فَلَمَّا وَلّٰى قَالَ: رُدُّوْهُ رُوَيْدًا فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ فِيْ أُمَّتِيْ أَخًا لِهٰذَا يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ كُلَّمَا خَرَجُوْا فَاقْتُلُوْهُمْ ثَلَاثًا (کتاب السنة لابنِ ابی عاصم) [1]

ترجمہ: میرے ایک ساتھی تھے جو خارجیوں کی حالت اور ان کی حکمرانوں پر طعن و تشنیع کے بارے میں حدیث بیان کرتے تھے (کہ خارجی لوگ حکمرانوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، اور حکمرانوں کی اطاعت نہیں کرتے) پھر میں نے حج کیا، تو میری حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی، میں نے ان سے عرض کیا کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام کی باقیات میں سے ہیں، اور اللہ نے آپ کو بہت علم عطا فرمایا ہے، اور یہاں عراق میں چند لوگ اپنے حکمرانوں پر طعن و تشنیع کرتے ہیں، اور ان کے خلاف گمراہی کی گواہی دیتے ہیں (اور لوگوں کو ان حکمرانوں کے خلاف خروج و قتال کرنے پر اُکساتے ہیں) تو حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ان پر اللہ کی اور فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔

ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس (مالِ غنیمت میں) کچھ سونا اور چاندی آیا، جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابۂ کرام کے درمیان تقسیم کرنا شروع کیا، تو ایک دیہاتی آدمی نے کھڑے ہوکر کہا کہ اے محمد! اللہ کی قسم! آپ کو اللہ نے تو عدل وانصاف

---

[1] رقم الحدیث ۹۳۴، باب المارقة والحرورية والخوارج السابق لها خذلان خالقها.
قال الالبانی: إسناده صحيح على شرط البخاری. والحديث أخرجه البزار فی مسنده ص ۔ ۲۰۷ زوائده: حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَلِيٍّ ثنا معاذ ابن هشام به (ظلال الجنة فی تخريج السنة، تحت رقم الحديث ۹۳۴)

کا حکم دیا ہے، اور میرے خیال میں آپ عدل وانصاف نہیں کرتے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تیرے لئے ہلاکت ہے، میرے بعد کون عدل وانصاف کرے گا؟ پھر جب وہ جانے لگا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسے تھوڑی دیر کے لئے روکو، پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں اس کے ایسے بھائی ہوں گے، جو قرآن کو پڑھیں گے، مگر قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، جب کبھی وہ خروج کریں، تو تم ان کو قتل کردو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تین مرتبہ یہ بات ارشاد فرمائی (ابنِ ابی عاصم)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ خارجی لوگوں کی ایک علامت یہ ہے کہ وہ مسلمان حکمران کی اطاعت اختیار نہیں کرتے، اوران کے خلاف مختلف قسم کی تاویلات کرکے جنگ وقتال کے لئے خروج اختیار کرتے ہیں، اور حکمرانوں کے خلاف زبان درازی کرتے ہیں، آج بھی دنیا میں شدت پسندوں کا ایک جذباتی طبقہ نوجوان اور کم عقل لوگوں کا جو بظاہر دیندار ہیں، ایسا ہے، جو مسلمان حکمرانوں کو کافرومرتد قرار دے کر ان کے خلاف جنگ وجدل میں مصروف ہے اور وہ کسی کی بات سننے کے لئے آمادہ نہیں۔

(23)......حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَخْرُجُ نَاسٌ مِّنْ قِبَلِ الْمَشْرِقِ، يَقْرَؤُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا قُطِعَ قَرْنٌ نَشَأَ قَرْنٌ، حَتّٰى يَكُوْنَ مَعَ بَقِيَّتِهِمُ الدَّجَّالُ (المعجم الكبير للطبرانی) [1]

---

[1] رقم الحدیث ۱۴۵۴۰، مسند ابی داؤد الطیالسی، رقم الحدیث ۲۴۰۷،مستدرک حاکم،رقم الحدیث۸۵۵۸.

قال الهيثمی:رواه الطبرانی، وإسناده حسن(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ۱۰۴۱۷)

وقال أحمد بن أبی بكر بن إسماعيل البوصيری:رواه أبو داود الطيالسی، ورواته ثقات، وروى أبوداود فی سننه منه ":يخرج ناس "...إلى آخره دون بقيته(اتحاف الخيرة المهرة بزوائد المسانيد العشرة، تحت رقم الحديث ۷۶۲۲،باب فی التلاعن وتحريم دم المسلم)

وقال الالبانی:وله شاهد من حديث شهر بن حوشب عن عبد الله بن عمرو مرفوعا بلفظ " :يخرج ناس من قبل المشرق يقرء ون القرآن لا يجاوز " ...الحديث .أخرجه الحاكم(۴ / ۴۸۶-۴۸۷)

والطيالسی فی "مسنده(۲۲۹۳) "وأحمد (۲/۱۹۸-۱۹۹ و۲۰۹) من طريق قتادة عنه .وخالفه أبو جناب يحيى بن أبی حية عن شهر بن حوشب :سمعت عبد الله بن عمر ...فذكره نحوه .أخرجه أحمد(۲/۸۴)فی "مسند عبد الله بن عمر بن الخطاب "

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

ترجمہ: میں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ مشرق کی طرف سے ایک قوم نکلے گی، یہ لوگ قرآن تو پڑھتے ہوں گے، لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، جب بھی ان کی ایک نسل ختم ہوگی، تو دوسری پیدا ہو جائے گی، یہاں تک کہ ان کے آخر میں سے (قیامت کے قریب) دجال نکل آئے گا (طبرانی، طیالسی)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ خارجی لوگوں کی جب ایک نسل ختم ہوگی، تو دوسری پیدا ہو جائے گی، اور یہ سلسلہ دجال کے ظہور تک جاری رہے گا، بلکہ دجال کا خروج بھی ان ہی لوگوں میں سے ہوگا۔

اور ان کی ظاہری حالت دینداروں کی ہوگی، جس کا کئی روایات میں صاف طور پر ذکر آیا ہے۔

(24)......حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: يَنْشَأُ نَشَأٌ يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ، كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ قَالَ ابْنُ عُمَرَ: سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: كُلَّمَا خَرَجَ قَرْنٌ قُطِعَ، أَكْثَرَ مِنْ عِشْرِيْنَ مَرَّةً، حَتّٰى يَخْرُجَ فِيْ عِرَاضِهِمُ الدَّجَّالُ (سنن ابن ماجه) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (میری امت میں) کچھ لوگ پیدا ہوں گے، جو قرآن کو پڑھیں گے اور قرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا، جب بھی وہ ابھریں گے، تو کاٹ دیئے جائیں گے، حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

.والصواب رواية قتادة لأن أبا جناب ضعيف لكثرة تدليسه كما فى "التقريب ."

وشهر لا بأس به فى الشواهد، وبعضهم يحسن حديثه، ولعله لذلک سكت عنه الحاكم والذهبى .قوله: (أعراضهم) : جمع عرض بفتح وسكون، بمعنى الجيش العظيم وهو مستعار من العرض بمعنى ناحية الجبل، أو بمعنى السحاب الذى يسد الأفق .قاله السندى(سلسلة الاحاديث الضعيفة، تحت رقم الحديث ۲۴۵۵)

[1] رقم الحديث ۱۷۴،كتاب افتتاح الكتاب فى الإيمان وفضائل الصحابة والعلم،باب فى ذكر الخوارج.

قال أحمد بن أبى بكر بن إسماعيل الكنانى:

هذا إسناد صحيح احتج البخارى بجميع رواته (مصباح الزجاجة فى زوائد ابن ماجه، ج ۱ ص ۲۶، كتاب افتتاح الكتاب فى الإيمان وفضائل الصحابة والعلم،باب فى ذكر الخوارج)

وقال شعيب الارنؤوط:إسناده حسن(حاشية سنن ابنِ ماجه)

Idara Ghufran

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ جب ان میں سے کوئی جماعت خروج کرے گی، اس کوکاٹ دیا جائے گا (اور ایسا) بیس مرتبہ سے زیادہ ہوگا، یہاں تک کہ ان کی جماعت میں سے (قربِ قیامت میں) دجال کا خروج ہوگا (ابنِ ماجہ)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ خارجی لوگوں کا خروج کئی مرتبہ ہوگا، لیکن ان کا جب بھی خروج ہوگا، ان کو مسلمانوں کی طرف سے ختم کردیا جائے گا، یہاں تک کہ بالآخر انہی خوارج کے کسی خروج کے دورانیہ میں اوراس کے پسِ منظر وتناظر میں دجال کا بھی خروج ہوگا۔

(25)......حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی ایک روایت میں ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُوْلُ: يَخْرُجُ مِنْ أُمَّتِيْ قَوْمٌ يُسِيئُوْنَ الْأَعْمَالَ، يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حَنَاجِرَهُمْ، قَالَ يَزِيْدُ: لَا أَعْلَمُ إِلَّا قَالَ: يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ عَمَلَهُ مِنْ عَمَلِهِمْ، يَقْتُلُوْنَ أَهْلَ الْإِسْلَامِ، فَإِذَا خَرَجُوْا فَاقْتُلُوْهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوْا فَاقْتُلُوْهُمْ، ثُمَّ إِذَا خَرَجُوْا فَاقْتُلُوْهُمْ، فَطُوْبٰى لِمَنْ قَتَلَهُمْ، وَطُوْبٰى لِمَنْ قَتَلُوْهُ، كُلَّمَا طَلَعَ مِنْهُمْ قَرْنٌ قَطَعَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ، فَرَدَّدَ ذٰلِكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِيْنَ مَرَّةً أَوْ أَكْثَرَ وَأَنَا أَسْمَعُ (مسند احمد، رقم الحديث ۵۵۶۲) [1]

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ میری امت میں کچھ لوگ ایسے نکلیں گے، جو (درحقیقت) برے اعمال کا ارتکاب کریں گے (اگرچہ وہ بظاہر کچھ اچھے اعمال بھی کریں گے، چنانچہ) وہ قرآن کی قرائت کریں گے، مگرقرآن ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا۔

یزید راوی کہتے ہیں کہ میرے علم کے مطابق یہ بھی فرمایا کہ تم میں سے کوئی اپنے عمل کوان کے عمل کے مقابلہ میں حقیر وکم تر سمجھے گا، وہ لوگ مسلمانوں کوقتل کریں گے (مگر مشرکوں اور بت پرستوں کوچھوڑ دیں گے) پس جب وہ خروج اختیار کریں، توتم ان کوقتل کردو، پھرجب وہ خروج اختیار کریں، توتم ان کوقتل کردو، پھرجب وہ خروج اختیار کریں، توتم ان کوقتل کردو، جو

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
حديث صحيح (حاشية مسند احمد)

ان کو قتل کرے گا، اس کے لئے خوشخبری ہے، اور جس کو وہ قتل کردیں، اس کے لئے بھی خوشخبری ہے، ان میں سے جب جب بھی کوئی فرقہ ظاہر ہوگا، اس کو اللہ عزوجل قطع کردے گا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بات بیس مرتبہ یا اس سے بھی زیادہ مرتبہ دہرائی، اور میں ہر مرتبہ اس بات کو سن رہا تھا (مسند احمد)

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ خارجی لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے، حالانکہ وہ قرآن پڑھنے کے ساتھ ساتھ بظاہر دوسرے کئی نیک اعمال اختیار کریں گے، اور خارجیوں کے فرقے مختلف شکلوں میں وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے، لیکن ہر مرتبہ اللہ تعالیٰ اپنے حکم سے ان کو قطع وختم فرماتا رہے گا، اور جو لوگ شرعی اصولوں کے مطابق ان سے مقابلہ کریں گے، ان کے لئے بڑا اجروانعام ہے۔

(26)......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ بَعْدِىْ مِنْ أُمَّتِىْ أَوْ سَيَكُوْنُ بَعْدِىْ مِنْ أُمَّتِىْ قَوْمٌ يَقْرَءُوْنَ الْقُرْآنَ، لَا يُجَاوِزُ حَلَاقِيْمَهُمْ، يَخْرُجُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَخْرُجُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، ثُمَّ لَا يَعُوْدُوْنَ فِيْهِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ فَقَالَ ابْنُ الصَّامِتِ: فَلَقِيْتُ رَافِعَ بْنَ عَمْرٍو الْغِفَارِيَّ، أَخَا الْحَكَمِ الْغِفَارِيِّ، قُلْتُ: مَا حَدِيْثٌ سَمِعْتُهُ مِنْ أَبِىْ ذَرٍّ: كَذَا وَكَذَا؟ فَذَكَرْتُ لَهُ هٰذَا الْحَدِيْثَ، فَقَالَ: وَأَنَا سَمِعْتُهُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ (مسلم) [1]

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ عنقریب میرے بعد میری امت میں ایسی قوم پیدا ہوگی، جو قرآن پڑھے گی، لیکن قرآن اس کے حلق سے نیچے نہیں اُترے گا، اور وہ قوم دین سے اس طرح نکل جائے گی، جیسا کہ تیر اپنے شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے، پھر وہ لوگ دین میں نہیں لوٹیں گے، وہ لوگوں میں اور ساری مخلوق میں سب سے زیادہ شریر ہوں گے، حضرت ابنِ صامت کہتے ہیں کہ پھر میں نے حضرت رافع بن عمرو غفاری سے جو ''حکم غفاری'' کے بھائی ہیں، ملاقات کی، اور ان سے کہا کہ میں نے حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے اس طرح کی حدیث سنی ہے، اور میں نے یہ (گزشتہ) حدیث ان کو بتائی (تاکہ ان سے اس

---

[1] رقم الحديث ١٠٦٧ "١٥٨" كتاب الزكاة، باب الخوارج شر الخلق والخليقة.

حدیث کی تصدیق کروں) توانہوں نے فرمایا کہ میں نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث سنی ہے(مسلم)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہ خارجی لوگ بظاہر قرآن مجید پڑھیں گے،مگر وہ صرف زبانی کلامی معاملہ ہوگا،ان کے دل میں اس کا اثر یااس کے مطابق عقیدہ نہ ہوگا،اور یہ لوگ قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کرنے کے باوجود،مخلوق میں بدترین لوگ ہوں گے۔

(27)......حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے کہ:

عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُنَاسًا مِنْ أُمَّتِي سِيمَاهُمُ التَّحْلِيقُ، يَقْرَءُ وْنَ الْقُرْآنَ لَا يُجَاوِزُ حُلُوْقَهُمْ، يَمْرُقُوْنَ مِنَ الدِّيْنِ كَمَا يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ، هُمْ شَرُّ الْخَلْقِ وَالْخَلِيْقَةِ (مسنداحمد،رقم الحديث ۲۱۵۳۱) [1]

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ جن کی علامت سر منڈوانا ہوگی،قرآن تو پڑھیں گے،لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا،وہ لوگ دین سے اس طرح نکل جائیں گے،جیسے تیر شکار سے آر پار ہو کر نکل جاتا ہے،وہ لوگوں اور ساری خلقت میں بدترین مخلوق ہوں گے(مسند احمد)

اس روایت سے بھی معلوم ہوا کہ خارجی لوگوں کی ایک نشانی بال منڈانا ہوگا اور وہ دین سے بڑی جلدی نکل جائیں گے،باوجودیکہ وہ قرآن کو پڑھیں گے،اور اپنے عمل کی قرآن سے دلیل پکڑیں گے،اور وہ مخلوق میں بدترین لوگ ہوں گے۔　(جاری ہے......)

---

[1] قال شعيب الارنؤوط:
إسناده صحيح على شرط مسلم(حاشية مسند احمد)

Idara Ghufran

مقالات ومضامین

مفتی محمد رضوان

ملفوظات

شادی کارڈ کے قیمتی ہونے میں دوڑ

(05 جنوری 2016)

فرمایا کہ آج کل شادی کارڈوں کے قیمتی ہونے میں بہت سے لوگوں کی دوڑ شروع ہوگئی ہے، اور اس سلسلہ میں ہر ایک دوسرے سے بہتر سے بہتر کی تلاش میں دوڑ لگانے اور آگے نکلنے میں مصروف ہے، اور اسی لئے بازاروں میں نئے سے نئے شادی کارڈوں کے نمونے ایجاد ہوکر آ رہے ہیں، شادی کارڈ کے بارے میں بعض لوگوں کی طرف سے بڑا غلو ہونے لگا ہے کہ مہنگے ترین شادی کارڈ تیار کرنے اور کرانے لگے ہیں، اور ایک کاغذ یا کارڈ کے بجائے اس کو رکھنے کے لئے الگ سے ڈبہ اور اس کو پکڑنے کے لئے ڈوری وغیرہ بھی نہ جانے کیا کچھ لگانے اور لگوانے لگے ہیں، اور یہ نہیں سمجھتے کہ شادی کارڈ کا مقصد تو دوسرے کو نکاح یا ولیمہ وغیرہ کی تقریب میں شرکت کی دعوت دینا ہے، اور یہ مقصد حاصل کرنے کے لئے قیمتی اور مہنگے کاغذ اور کارڈ اور ڈبے وغیرہ ضروری نہیں، بلکہ وہی دعوت نامہ کا مضمون سادہ اور سستے کاغذ پر لکھ کر یا لکھوا کر بھی بھیجا جاسکتا ہے، بلکہ دعوت تو زبانی اور بذریعہ فون یا بذریعۂ خط بھی حسبِ سہولت دی جاسکتی ہے، لہٰذا اس سیدھے سادھے مقصد کو حاصل کرنے کے لئے بے جا تکلفات اور مہنگے ترین کارڈوں وغیرہ کی کیا ضرورت ہے؟ جبکہ ایک مرتبہ ملاحظہ کرنے کے بعد ان کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیا جاتا ہے، اور زیادہ مدت تک محفوظ رکھنے کی ضرورت بھی نہیں ہوتی۔

اگر کسی کے پاس پیسہ زیادہ ہو، تو وہ صدقہ کردے۔

اوپر سے شادی کارڈ میں جو مضمون تحریر کرایا جاتا ہے، وہ ابھی اکثر وبیشتر انگریزی زبان میں تحریر کرایا جاتا ہے، جس کو پڑھنا اور سمجھنا بھی بہت سے لوگوں کو مشکل ہوتا ہے، اور دعوت کے مقصد میں بھی خلل واقع ہوتا ہے۔

مگر یہ شہرت، ریاکاری اور نام آوری اور فیشن بھی ایسی بلاء ہے کہ اچھوں اچھوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیتی ہے۔

اللہ حفاظت فرمائے۔

فرمانبردار بیوی کا شوہر پر اثر

(06جنوری2016)

فرمایا کہ احادیث میں شوہر کی فرمانبردار بیوی کی بڑی فضیلت کا ذکر آیا ہے۔

اور اسلام میں بیوی کے لئے شوہر کی فرمانبرداری کی بڑی تاکید ہے۔

اس طرح کی احادیث میری تالیف ’’نکاح اور زوجین کے فضائل واحکام‘‘ میں کثرت کے ساتھ نقل کردی گئی ہیں۔

شوہر کی اطاعت اور فرمانبرداری پر دنیا وآخرت کے اجروثواب اور فضائل تو بیش بہا ہیں، جن کے سامنے دنیا کے فائدوں کی کیا اہمیت ہے، لیکن بعض دنیاوی فائدے بھی اپنی جگہ بڑے اہم ہیں۔

چنانچہ تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی جتنی مطیع وفرمانبردار ہوتی ہے، شوہر کو اس کی طرف اتنی ہی رغبت اور کشش زیادہ ہوتی ہے، اور شوہر کو اس سے حقِ زوجیت کی ادائیگی اور صحبت کے میلان میں اضافہ اور دوسری طرف سے بے رغبتی وعفت اور پاکدامنی زیادہ حاصل ہوتی ہے، اور اگر بیوی شوہر کی مطیع وفرمانبردار نہ ہو، تو شوہر کو اس کی طرف رغبت وکشش کم ہوجاتی ہے، خواہ بیوی خوبصورت ہی کیوں نہ ہو، اور غیروں کی طرف رغبت بڑھ جاتی ہے، جس کی وجہ سے بدنظری اور اس سے بڑھ کر بدکاری کے تقاضے میں اضافہ ہونا شروع ہوجاتا ہے، اور اس کو دبانا بہت مشکل ہوجاتا ہے، تجربہ کرکے دیکھ لیا جائے، ان شاء اللہ تعالیٰ یہ معیار درست ثابت ہوگا۔

فروعی واجتہادی اختلاف کی حکمت

(07جنوری2016)

فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا خاتمہ فرمادیا، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے واضح اعلان فرمادیا کہ:

’’أَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ‘‘

’’کہ میں خاتم النبیین ہو، میرے بعد کوئی نبی نہیں‘‘

اب قیامت تک کوئی شخص بھی نبی ہونے کی حیثیت سے نہیں آئے گا، اور تاقیامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور آپ کی لائی ہوئی شریعت جاری رہے گی، خواہ وہ حضرت مہدی علیہ الرحمۃ کا دور ہو یا قربِ

Idara Ghufran

قیامت سے پہلے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان سے نزول یا اس کے بھی بعد کا دور ہو، ہر طرح کے پُر فتن دور اور علاقہ میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ہی قابلِ عمل وقابلِ اتباع رہے گی۔

لیکن اس کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت ورسالت کو اتنا جامع اور ہمہ گیر اور وسیع بنادیا گیا کہ اس میں بڑے بڑے محدثین، مفسرین اور فقہائے کرام کو سمودیا گیا، اور ہر صدی میں دین کے مجددِ دین کی شکل میں مختلف شخصیات کی آمد کا انتظام کردیا گیا، جن کے مزاجوں، کاموں اور فقہی ذوق کو بھی ایک دوسرے سے مختلف رکھ دیا گیا، تاکہ امت کے مختلف زمانے اور طبقے کے لوگ جن کے مزاج، کام اور ذوق ایک دوسرے سے مختلف ہیں، ان سب کے لئے رہنماء ورہبر موجود ہوں، اور اس امت کے کسی علاقہ اور زمانہ کے لوگ رہنمائی اور عمل کرنے سے محروم نہ رہیں، اور ان کے لئے مشکلات سے نجات کا راستہ موجود ہو، اسی لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے اجتہادی وفروعی نوعیت کے اختلاف کو رحمت قرار دیا گیا ہے، اگرچہ بعض لوگ اس رحمت کو زحمت بنائے بیٹھے ہیں، اور وہ امت کی ضرورت کے وقت دوسرے قول کی روشنی میں حل نکالنے کے لئے تیار نہیں، حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار ''یسروا ولاتعسروا'' فرما کر آسانی پیدا کرنے اور دشواری سے بچنے کا حکم فرمایا ہے، جس کی ذمہ داری بطورِ خاص اہلِ علم حضرات پر عائد ہوتی ہے، اگر وہ اس میں کوتاہی اختیار کریں گے، تو مؤاخذہ کے مستحق ہوں گے۔

بعض اہلِ علم حضرات کی حالت پر تعجب ہوتا ہے کہ وہ خود تو آسانی وتیسیر کی شکل میں حل نکالنے پر آمادہ نہیں، اور اگر کوئی دوسرا شرعی وفقہی اصول وقواعد کی روشنی میں حل نکالے، تو اس کے پیچھے پڑجاتے ہیں، یہ تعصب اور جمودِ محض ہے، جو شریعت کی نظر میں قابلِ مذمت طریقہ ہے۔

باورچی خانہ کی صفائی کی اہمیت

(08 جنوری 2016)

فرمایا کہ انسان کو باورچی خانہ، جس کو آج کل کچن کہا جاتا ہے، انتہائی صاف ستھرا رکھنا چاہئے، کیونکہ کھانے پکانے اور برتن رکھنے اور دھونے اور کھانے پینے کی چیزوں کے رکھنے کا زیادہ تر تعلق باورچی خانہ سے ہوتا ہے، اگر باورچی خانہ کو صاف ستھرا نہ رکھا جائے، تو کھانے پینے کی چیزوں کو صاف ستھرا رکھنا اور ان کو حشرات اور مکھی مچھر وغیرہ کے مُضر اور زہریلے اثرات سے محفوظ رکھنا بہت مشکل ہوجاتا ہے، جس کے نتیجہ میں مختلف بیماریاں لاحق ہوجاتی ہیں۔

اسلام میں تو ویسے ہی صفائی ستھرائی کی بڑی اہمیت اور تاکید ہے، اور جن چیزوں سے انسان کا زیادہ واسطہ اور تعلق پیش آتا ہے، ان کی صفائی ستھرائی کی اہمیت ظاہر ہے کہ دوسری چیزوں کے مقابلہ میں زیادہ ہوگی۔ اس لئے باورچی خانہ کو بناتے اور تعمیر کرتے وقت بھی اس کا اہتمام کرنا چاہئے کہ اس کی بناوٹ اور وضع ایسی ہو کہ جہاں زیادہ سے زیادہ صفائی قائم رہ سکے، اور صفائی بآسانی کی جاسکے، آج کل ماربل اور ٹائلز وغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ ان کو لگوانے کے بعد صفائی ستھرائی آسان اور سہل رہتی ہے، ان کو بھی مذکورہ مقصد کے لئے لگوایا جاسکتا ہے، اس کے علاوہ باورچی خانہ سے پانی کی نکاسی کا انتظام بہت رواں رکھنا چاہئے، اس کے علاوہ نالیوں میں ایسی جالی وغیرہ لگا کر رکھنی چاہئے کہ جس سے چوہوں وغیرہ کی آمدورفت نہ ہوسکے، اس کے ساتھ ساتھ وقتاً فوقتاً اور روزانہ حسبِ ضرورت صفائی بھی کرتے رہنا چاہئے۔

تصوف وتزکیہ میں اصلاحِ اخلاق کا درجہ

(09 جنوری 2016)

فرمایا کہ اصلاحِ نفس اور تزکیہ کے سلسلہ میں اہم چیز اخلاق کی اصلاح ہے، اخلاق کی اصلاح اور درستگی کے بغیر اصلاحِ نفس اور تزکیہ کا تصور یا حصول ممکن نہیں، باقی مجاہدات اور ریاضات وغیرہ اسی مقصد کو حاصل کرنے کے ذرائع ہیں۔

مگر آج کل کثرت سے دیکھنے میں آرہا ہے کہ تصوف وتزکیہ یا طریقت کے شعبہ میں عام طور پر اصلاحِ اخلاق کے مقصد کو حاصل کرنے کا اتنا اہتمام نہیں ہوتا، جتنا کہ ضرورت تھی اور اسی کا نتیجہ ہے کہ آج کل بہت سی جگہ اپنے زعم میں تصوف وتزکیہ کی منازل طے کرادی جاتی ہیں، یہاں تک کہ اس شعبہ میں دوسروں کے تزکیہ واصلاح کرنے کی اہلیت وصلاحیت کی سند بھی خلافت واجازت دے کر جاری کردی جاتی ہے، لیکن اخلاق کی کماحقہٗ اصلاح نہیں ہوتی، اخلاقِ رذیلہ اور برے اخلاق اسی طرح موجود ہوتے ہیں، مثلاً زبان کی اصلاح پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی جاتی، کبر، غصہ، حسد، بغض، ریاکاری، بخل وغیرہ جیسے بُرے اخلاق درست کرنے کرانے کا اہتمام نہیں کیا جاتا، بلکہ بہت سے حضرات کو تو یہ بھی معلوم نہیں ہوتا کہ اصلاحِ اخلاق آخر کیا ہے؟ اور اس کے برعکس چند وظائف واوراد اور شجرے پڑھنے کے لئے فراہم کردیئے جاتے ہیں اور بس۔

تصوف وتزکیہ کے سلسلہ میں اس قسم کی بدعنوانیوں کی اصلاح بہت ضروری ہے۔

تصوف وطریقت کی چند بدعنوانیاں

(10جنوری2016)

فرمایا کہ آج کل تصوف وطریقت اور پیری مریدی کے نام پر کئی بدعنوانیاں اور بے اعتدالیاں پیدا ہوگئی ہیں، بہت سی جگہ تو گدی نشینی کا ایسا چکر چلا ہے کہ گدی نشین پیر صاحب صرف جدی پشتی اور موروثی ہوتے ہیں، بس اس سے زیادہ ان کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی، نہ حلیہ اور وضع قطع شریعت اور سنت کے مطابق، نہ عمل شریعت کے مطابق اور نہ ہی عقائد ونظریات درست ہوتے ہیں، یہاں تک کہ بعض تو نماز تک بھی نہیں پڑھتے، البتہ ان کے مریدوں کی بھرمار ہوتی ہے، عرس، میلے ٹھیلے اور نہ جانے کن کن عنوانات سے لوگوں اور مریدوں کو جمع کرنے کا تماشا بنایا جاتا ہے، جن میں مریدوں اور عقیدت مندوں کی طرف سے ہدایا وتحائف پیش کئے جاتے ہیں، اور طرح طرح کے چڑھاوے چڑھائے جاتے ہیں، جن پر گدی نشین پیر صاحب کا حق ہوتا ہے، اور اس کے نتیجہ میں پیر صاحب انتہائی مالدار اور سیٹھ بن جاتے ہیں، کوٹھیاں، بنگلے، گاڑیاں اور ملازمین اور ہر طرح کے ساز وسامان اور عیش وعشرت کے اسباب کی بھرمار ہوتی ہے۔

پھر عقائد واعمال کے اعتبار سے جو حال پیر صاحب کا ہوتا ہے، وہی ان کے مریدوں کا بھی ہوتا ہے۔

ایسے ہی کسی پیر صاحب کے بارے میں کسی نے کہا تھا کہ وہ بہت پہنچے ہوئے ہیں، جس کو سن کر ایک بزرگ نے فرمایا تھا کہ پہنچے ہوئے تو ہیں، لیکن یہ نہیں بتایا کہ کہاں پہنچے ہوئے ہیں، اور یہ ضروری نہیں کہ جنت میں پہنچے ہوئے ہوں، بلکہ ممکن ہے کہ جہنم میں پہنچے ہوئے ہوں، کیونکہ ان کا عمل تو جہنم میں پہنچنے کی طرف اشارہ کرتا ہے۔

مقالات ومضامین (جنت کے قرآنی مناظر: 43) مفتی محمد امجد حسین

مسلم ومجرم دونوں برابر نہیں

إِنَّ لِلْمُتَّقِينَ عِندَ رَبِّهِمْ جَنَّاتِ النَّعِيمِ . أَفَنَجْعَلُ الْمُسْلِمِينَ كَالْمُجْرِمِينَ . مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُونَ . أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ . إِنَّ لَكُمْ فِيهِ لَمَا تَخَيَّرُونَ . أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ إِنَّ لَكُمْ لَمَا تَحْكُمُونَ (سورة القلم، رقم الآيات ٣٤ الى ٣٩)

ترجمہ: پرہیزگاروں کے لیے ان کے پروردگار کے ہاں نعمت کے باغ ہیں۔ کیا ہم فرمانبرداروں کو نافرمانوں کی طرح (نعمتوں سے محروم) کر دیں گے؟۔ تمھیں کیا ہو گیا ہے؟ کیسی تجویزیں کرتے ہو؟۔ کیا تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں (یہ) پڑھتے ہو۔ کہ جو چیز تم پسند کرو گے وہ تم کو ضرور ملے گی؟۔ یا تم نے ہم سے قسمیں لے رکھی ہیں جو قیامت کے دن تک چلی جائیں گی کہ جس چیز کا تم حکم کرو گے وہ تمہارے لئے حاضر ہو گی۔

مجرم اور مسلم برابر کیسے ہو سکتے ہیں؟

مسلم کا معنیٰ ہے خود سپردگی اختیار کرنے والا، تابع فرمان ہو جانے والا، سرِ تسلیم خم کرنے والا۔

ابراہیم علیہ السلام سے اللہ نے اسی لفظ سے خود سپردگی کا مطالبہ کیا تھا، انہوں نے اسی لفظ سے خود سپردگی اختیار کرنے کا اظہار کیا، ملاحظہ ہو:

إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ (سورة البقرة، رقم الآية ١٣١)

کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو اس کے رب نے کہا کہ تابع فرمان ہو جاؤ، تسلیم ہو جاؤ، تو انہوں نے کہا میں سارے جہانوں کے رب کے آگے تسلیم ہو گیا، زیرِ حکم ہو گیا، تابع فرمان ہو گیا، سرِ تسلیم خم ہے ع

سرِ تسلیم خم ہے جو مزاجِ یار میں آئے

مسلم نام اور ابراہیم علیہ السلام

یہی نام ابراہیم علیہ السلام نے اپنی ذریت کا، اپنی ملت کا رکھا، حضور نبی کریم علیہ الصلاۃ والسلام کے ذریعہ

ملتِ ابراہیمی کی بنیادوں کو از سر نو دنیائے انسانیت میں اللہ تعالیٰ نے استوار کیا، اور آپ علیہ السلام کی امت کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے چنے ہوئے اسی نام ''مسلم'' سے موسوم کیا۔

مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ (سورة الحج، رقم الآية ٧٨)

کہ یہ تمہارے باپ ابراہیم کی ملت اور طریقہ ہے، اس نے تمہارا نام مسلم رکھا (یعنی تابع فرمان امت)

مسلم کو مجرم نہیں ہونا چاہئے

اس آیت میں مجرم کے مقابلے میں مسلم لایا گیا ہے، مسلم کو، مسلمان کو، اللہ کا مجرم نہیں ہونا چاہئے، یہ اس کے نام کے، اس کے عقیدے کے، اس کے دین کے، اس کی اصل کے منافی ہے۔

جس طرح مسلمان عقیدے و نظریے میں اور اصل ایمان میں مجرمین و نافرمان، کفار اشرار سے ممتاز ہے کہ مسلمان توحید، رسالت، قیامت، حشر نشر، جزا سزا، عذاب ثواب اور تقدیر پر اعتقاد و نظریہ رکھتا ہے، وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کو کائنات کا خالق، مالک، رازق، رب اور ساری مخلوق کا معبود مانتا ہے، اور ساری مخلوق کو اس کی بندگی کا پابند اور اپنے وجود و بقاء میں اس کا محتاج مانتا ہے، اور اس زندگی کے بعد ایک دوسری دائمی زندگی پر یقین رکھتا ہے، اور اس موجودہ زندگی کو اُس دوسری زندگی کی تیاری اور امتحان کا موقعہ سمجھتا ہے، اور اس زندگی میں اپنے ہر قول و عمل کی اُس دوسری زندگی میں پوچھ گچھ اور جوابدہی، پھر اس کے نتیجے میں عذاب و ثواب، جزا و سزا کا اعتقاد رکھتا ہے، اور تقدیر کی صورت میں کائنات کے سارے نظام کو پہلے سے لکھا ہوا، منصوبہ بندی کیا ہوا، اور طے شدہ سمجھتا ہے۔

جبکہ کافر و مجرم کائنات و موجودات، اپنی ذات اور ربِ تعالیٰ کے بارے میں یہ اعتقادات و نظریات نہیں رکھتا، اور اللہ کے ملک میں، اللہ کی زمین پر رہتے ہوئے، اس کی نعمتیں استعمال کرتے ہوئے بھی اس کی حکمرانی و بادشاہی، اس کی ربوبیت و معبودیت کو تسلیم نہیں کرتا، بغاوت و سرکشی اور انکار کرتا ہے، اپنی من مانی زندگی پر اصرار کرتا ہے۔

عقیدے میں مسلم تو اعمال میں مجرم کیوں؟

جس طرح عقیدے اور اصل ایمان میں مسلم و مجرم کے راستے اور سوچ و فکر، ذہن و مزاج ایک دوسرے سے بالکل جدا ہیں، اسی طرح اعمال میں بھی مسلم و مجرم میں فرق ہونا چاہئے، مسلم کو اس فرق کو ملحوظ رکھنا

چاہیئے، مجرم من چاہی زندگی اپنی خواہشات و ذاتی ترجیحات کی ماتحتی میں گزارتا ہے، مسلم رب چاہی زندگی، احکام کی پابندی والی، حرام وحلال، جائز وناجائز کی حد بندی والی زندگی گزارتا ہے۔

قرآن مجید میں مسلم کا لفظ اسی پسِ منظر میں استعمال ہوا ہے، اور اسی مسلم کے ساتھ دنیا وآخرت میں کامیابیوں وکامرانیوں کے سارے وعدے ہیں، ایک ایک مسلم کو عقیدہ کے ساتھ اعمال کے دائرے میں بھی اپنی زندگی کے اعمال واشغال اس آئینے میں دیکھنے چاہئیں، اور اس پیمانے پر جانچنے چاہئیں۔

وعدۂ غلبہ ہے مومن کے لئے قرآن میں　　　پھر جو تو غالب نہیں کچھ کسر ہے ایمان میں

اس آیت میں واضح کردیا گیا کہ مسلم و مجرم روزِ جزاوسزا میں یکساں نہیں ہوں گے، دونوں کے ساتھ اس آئندہ زندگی میں (اور خود اس موجود زندگی میں بھی جب کہ مسلم واقعی مسلم ہو) یکساں سلوک و برتاؤ نہ ہوگا

دنیا کے کسی دائرے میں بھی فرمانبردار ونافرمان برابر نہیں

فرمانبردار ونافرمان کے ساتھ یکساں سلوک نہ کیا جانا بالکل بدیہی امر اور خود ہماری اس ناسوتی زندگی کا بھی روزمرہ کا تجربہ ہے، اس لئے ان آیات میں تعجب اور ڈانٹ کا اسلوب اختیار کیا گیا ہے، استفہامِ انکاری کے ساتھ سوالیہ لہجہ اپنایا گیا ہے۔

---

[1] سورہ قلم کی ان زیرِ بحث آیات میں کفار اشرار کے جس خیالِ فاسد کی تردید ہے، اور ان کا یہ خیالی پلاؤ پکانے پر کہ ''ہم جس طرح دنیا میں خوشحال و فارغ البال ہیں'' یہ دلیل وثبوت اس بات کا ہے کہ مرنے کے بعد بالفرض کوئی نئی زندگی ہوئی، تو وہاں بھی تم غریب و مفلس، کلمہ گوہوں کے بجائے ہم ہی کامیاب وکامران اور نجات پانے والے ہوں گے، ان اہلِ کفر وسرکش لوگوں کو آڑے ہاتھوں لیا گیا ہے، یہ قدیم وعالمگیر مغالطہ اور گمراہی رہی ہے، جس میں بد مذہب ولادین، سرکش ونافرمان اہلِ کفر ہمیشہ مبتلا رہے ہیں، قرآن مجید میں کئی مواقع پر ان نافرمان، اہلِ کفر کی زبان سے ان کی اس خوش فہمی کا ذکر ہوا ہے۔

مثلاً سورہ مومنون کی یہ آیات کہ:

(1)...... أَيَحْسَبُونَ أَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهِ مِنْ مَالٍ وَبَنِينَ. نُسَارِعُ لَهُمْ فِي الْخَيْرَاتِ بَلْ لَا يَشْعُرُونَ (سورة المومنون، رقم آیات ۵۵ و ۵۶)

کہ کیا یہ منکر ونافرمان لوگ یہ گمان کرتے ہیں کہ یہ جو ہم (دنیا میں ان کو) مال واسباب (یعنی ہر طرح کا مادی سازوسامان، پراپرٹی وجائیداد اور اسبابِ عیش) اور اولاد میں خوب بڑھوتری وترقی ان کو دیے جا رہے ہیں، یہ ہم ان کو خیر وبھلائی دوڑ دوڑ کر اور چھپڑ پھاڑ کر پہنچا رہے ہیں (کہ ہم ان سے راضی ہیں، اور شرف وفضیلت کی غرض سے ان کو نعمتوں کی یہ فراوانی پہنچا رہے ہیں) نہیں یہ بات نہیں بلکہ یہ سمجھتے نہیں (کہ یہ امتحان، مہلت اور ڈھیل واستدراج کے طور پر ہے کہ دیکھیں کیا کرتے ہیں؟ کہاں تک جاتے ہیں؟)

(2)...... وَقَالُوا نَحْنُ أَكْثَرُ أَمْوَالًا وَأَوْلَادًا وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِينَ (سورة سباء، رقم آیة ۳۵)

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

آخر ہمارا اپنا تجربہ گھریلو زندگی میں اولاد، اہل وعیال کے بارے میں، تعلیم گاہ میں شاگردوں وطلباء کے بارے میں، محکموں ودفتروں میں اور منڈی وبازار کے تجارت گاہوں میں اپنے ماتحت وملازمین کے ساتھ کیا ہوتا ہے؟ کیا ہم مطیع و مافرنبردار اور نافرمان وسرکش کو زندگی کے ان تمام دائروں اور اداروں میں یکساں ٹھہراتے ہیں، ان کے ساتھ ایک ہی طرح کا سلوک و برتاؤ اور معاملہ رکھتے ہیں؟ کیا ہماری زبان پہ یہ محاورے کہ ''گدھے گھوڑے برابر نہیں'' یا ''سب کو ایک ہی لاٹھی سے نہیں ہانکا جاتا''، اسی تناظر میں نہیں؟ اس طرح کیا ریاستی وقومی وملکی سطح پر، ہر متمدن ملک میں ملک ووطن کے وفادار، پاسدار اور وطن دشمن یکساں سمجھے جاتے ہیں؟

ہستی کے غلاف

آخرت میں اس امر کا سب سے زیادہ وسیع پیمانے پر اظہار ہوگا، آج ہم میں سے ہر ایک نے خود ہی اپنی ایک قیمت اور ویلیو مقرر کر رکھی ہے، اور پیاز کے چھلکوں کی طرح کئی کئی غلاف اپنی اصل ذات وشخصیت پر چڑھا رکھے ہیں، یقین جانو یہ سب غلاف اترنے والے ہیں، ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ بڑا ڈراپ سین (Drop Scene) ہونے والا ہے۔ ع

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

اور کہتے ہیں کہ ہم مال واولاد میں سب سے بڑھ کر ہیں، اور ہم پر کوئی عذاب واقع ہونے والا نہیں۔

(3)...... وَلَئِنْ أَذَقْنَاهُ رَحْمَةً مِنَّا مِنْ بَعْدِ ضَرَّاءَ مَسَّتْهُ لَيَقُولَنَّ هَذَا لِي وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُجِعْتُ إِلَى رَبِّي إِنَّ لِي عِنْدَهُ لَلْحُسْنَى فَلَنُنَبِّئَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِمَا عَمِلُوا وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ (سورة فصلت، رقم الآية ٥٠)

اور اگر ہم اس (نافرمان اللہ سے غافل شخص) کو کوئی تکلیف ومصیبت پہنچنے کے بعد اپنی رحمت ونعمت کا مزہ چکھائیں (اسبابِ عیش وراحت اور دنیاوی ساز وسامان میں وسعت وفراوانی عطا کریں) تو ضرور کہنے لگے کہ یہ میرا حق ہے (میں اپنی لیاقت ومرتبے کے لحاظ سے ان نعمتوں کا لائق وحقدار ہوں) اور میں نہیں خیال کرتا کہ قیامت کی بھی کوئی حقیقت ہے، یا قیامت بھی آئے گی، اور بالفرض مجھے اپنے رب کی طرف لوٹنا بھی پڑا (مفروضہ قیامت واقع بھی ہوئی) تو یقیناً وہاں رب کے پاس بھی میرے لئے خوبی وبھلائی، راحت و آرام، آؤ بھگت، اعزاز واکرام ہی ہوگا (جیسا یہاں ہے)

(4)...... وَمَا أَظُنُّ السَّاعَةَ قَائِمَةً وَلَئِنْ رُدِدْتُ إِلَى رَبِّي لَأَجِدَنَّ خَيْرًا مِنْهَا مُنْقَلَبًا (سورة الكهف، رقم الآية ٣٦)

(اس باغ والے نے کہا) اور میں نہیں سمجھتا کہ قیامت کبھی قائم ہوگی، بالفرض میں اپنے رب کی طرف لوٹایا بھی گیا، تو ضرور میں یہاں سے بھی زیادہ بہتر ٹھکانہ پاؤں گا

بس ذرا پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

تو کیوں نہ قرآن کے آئینے میں اپنی سیرت کے خدوخال درست کرلیں؟ اور اپنی روح و باطن کی نوک پلک سنوار لیں؟

دریں راہ می تراش و می خراش　　　　تا دمِ آخرے فارغ مباش

أَمْ لَكُمْ كِتَابٌ فِيهِ تَدْرُسُونَ (تمہارے پاس کوئی کتاب ہے جس میں یہ سبق ہے)

قرآن مجید نے کئی مواقع پر نافرمان، اور سرکش لوگوں کا یہ فاسد گمان بیان کیا ہے کہ چونکہ دنیا میں ہم ہر طرح کے عیش و آرام میں ہیں، یہ دلیل ہے اس بات کی کہ اللہ ہم سے خوش و راضی ہے، ورنہ ہمیں یہ سب کچھ نہ دیتا، اور جب یہ بات ہے، تو مرنے کے بعد بھی بالفرض کوئی زندگی ہوئی، تو دنیا کی خوش عیشی پر قیاس کرتے ہوئے یہی قرینِ قیاس ہے کہ وہاں بھی ہم خوش عیش ہوں گے، سورہ قلم کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان سے دلیل و برہان کے راستے معارضہ کیا ہے کہ چونکہ اس معاملے میں تم اللہ کی ذات کو فریق بناتے ہو، اور اس کی طرف منسوب کرتے ہو کہ دوسری زندگی میں وہ تمہیں نعمتوں اور اعزاز و اکرام سے نوازے گا، تو اللہ کے حوالے سے اتنی بڑی بات تم کس بل بوتے پر کہتے ہو؟ آیا اللہ نے کسی آسمانی کتاب میں جو کسی نبی پر بھیجی ہو، اور نسل در نسل تم تک پہنچی ہو، اس میں اس کا اعلان و اظہار کیا ہے کہ تمہیں جنت اور اخروی نعمتوں و کامیابیوں سے سرفراز کرے گا؟ اور جو کچھ تم چاہو گے وہ تمہیں ملے گا، ظاہر ہے اللہ کے وعدے، وعید جو انسانوں کے ساتھ، انسانوں کے بارے میں ہوئے ہیں، وہ تو پوری انسانی تاریخ میں انبیاء کی شریعتوں میں ان پر نازل ہونے والی وحی میں اور ان پر اتاری جانے والی کتابوں میں ہوئے ہیں، تو ایسی کون سی کتاب ہے، جس میں اللہ نے تمہاری کامیابی اور اُخروی زندگی میں خوشحالی کی ضمانت و گارنٹی دی ہے، اور اس طرح کا اعلان کیا ہے کہ جو ہمارے نبیوں کے منکر، ہماری شریعتوں سے منحرف، ہمارے احکام کے مخالف و نافرمان اور روئے زمین کو کفر و ظلم، فسق و فجور، حق تلفیوں اور تکبر و سرکشی سے ہمیشہ لبریز رکھنے والے ہیں، ان کو گولڈ میڈل، حسنِ کارکردگی ایوارڈ اور تمغۂ امتیاز دیئے جائیں گے، فرشتوں کی پوری پوری پلٹنیں ان کو گارڈ آف آنر دیتے ہوئے، اعزاز و اکرام اور شاہی پروٹوکول کے ساتھ پلِ صراط سے پار اتاریں گے، وہاں ان کا ریڈ کارپٹ استقبال ہوگا، اور جنت کے مین دروازے پر ان کے لئے خصوصی کاؤنٹر اور استقبالیہ قائم ہوگا، جہاں جی آیاں نوں، ہر کلہ راشہ، خوش آمدید، اھلاً و سھلاً مرحبا اور

welcom کے قد آور بورڈ اور بینر آویزاں ہوں گے، حورانِ جنت ان کی بلائیں لیں گی، اور داد و تحسین کے ڈونگرے ان پر برسائیں گی، اگر ایسی کوئی کتاب یا اللہ کی طرف سے کوئی نوشت و خواند تمہارے ساتھ ہوئی ہے، تو قضیہ زمین برسر زمین طے ہونا چاہئے، سامنے لاؤ، لیکن ؏

یہ بازو میرے آزمائے ہوئے ہیں

أَمْ لَكُمْ أَيْمَانٌ عَلَيْنَا بَالِغَةٌ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ (ہم نے کوئی دائمی حلف نامہ تمہیں دیا ہے)

یہ بھی اس برہان کی دوسری شق ہے کہ یا تو کوئی عملی آسمانی کتاب ہو، جس میں ہر طرح کی نافرمانیوں اور سرکشیوں کے باوجود نجاتِ اخروی اور دخولِ جنت کا وعدہ ہو، یا اگر ایسا نہیں تو پھر الگ سے مخصوص طور پر عام قانون سے ہٹ کر تمہارے ساتھ یا تمہارے کسی بڑے کے ساتھ کوئی عہد و پیمان ہوا ہو، جس کی معیاد اور توسیع قیامت تک کے لئے ہو کہ تم جو مرضی ہے کرو، خواہ کفر و شرک، سرکشی و عصیان، نافرمانی و انحراف کرو، خلقِ خدا کا جینا دوبھر کردو، اور روئے زمین کو فساد سے بھردو، ہم دنیا سے آخرت تک ہمیشہ تمہیں مال و دولت، آل واولاد، عہدہ ومنصب، حکومت و سلطنت، نجات، اعزاز و اکرام اور دخولِ جنت سے نوازتے رہیں گے کہ باقی انسانیت تو ایمان واعمالِ صالحہ کی مکلّف ہو، اور اس کے بغیر نجات کے راستے بند ہوں، لیکن اس عام قانونِ قدرت وآئین فطرت کے برخلاف تمہیں ہر طرح کی چھوٹ واستثناء حاصل ہے، گویا خدائی بادشاہی نہ ہوئی، زرداری راج یا سکھا شاہی ہوئی کہ خصوصی استثناء کے وثیقے، اسٹام اور دستاویزات بھی آسمانی شریعتوں اور انبیاء کی تعلیمات کے متوازی ابو جہل، فرعون و ہامان اور بش وٹونی بلیئر کلب کے مختلف ممبران کے لئے جاری ہوتے ہوں۔

تو ایسا کوئی وثیقہ وعہد نامہ تمہارے پاس اللہ کی طرف سے جاری شدہ ہے تو سامنے لاؤ۔

اگر نہ کوئی عملی خدائی کتاب ایسی ہے، جس میں کفر و عصیان کے تمام کرتوتوں کے باوجود تمہارے ساتھ نجات واعزاز واکرام کا وعدہ ہو، نہ کوئی خصوصی وثیقہ وعہد نامہ ایسا ہے، جس میں عام قانون سے ہٹ کر تمہیں چھوٹ دی گئی ہو، اور وہ خدا کے ہاں سے جاری ہوا ہو، تو پھر یہ بے پر کی اڑانے، دیوانوں کی سی ہانکنے اور جھک مارنے سے کیا حاصل؟ سوائے اس کے کہ ؏

دل کے بہلانے کو یہ خیال اچھا ہے

مقالات ومضامین　　　　قاری جمیل احمد

دنیا کی محبت (قسط2)

مشہور تابعی اور اولیاء کے سرخیل خواجہ حسن بصری رحمہ اللہ کے مراسیل میں ہے کہ:

حُبُّ الدُّنيَا أَصْلُ كُلِّ خَطِيئَةٍ (بيهقى، رقم الحديث ۹۹۷۴)

ترجمہ: دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے (بیہقی)

یعنی اس کائنات میں جتنے غلط اور گناہوں کے کام ہوتے ہیں، ان تمام غلط اور گناہوں کے کاموں کی بنیاد دنیا کی محبت ہے۔

دنیا کی محبت کے نتیجے میں جرائم ہورہے ہیں، ایک دوسرے کے ساتھ ظلم وزیادتیاں ہورہی ہیں، حق تلفیاں ہورہی ہیں، قتل وغارت گری ہورہی ہے، ڈکیتیاں ہورہی ہیں، چوریاں ہورہی ہیں، ناپ تول میں کمی ہورہی ہے، کام چوریاں کررہے ہیں، جھوٹ بول رہے ہیں، رشوت لے رہے ہیں، اور رشوت دے رہے ہیں، سود کا لین دین کررہے ہیں، حرام مال خود کھا رہے ہیں، اور بال بچوں کو کھلا رہے ہیں، آپس میں جھگڑے کررہے ہیں، دنیا کی محبت کے خطرناک گناہ کے نتیجے میں زمین وجائیداد کے جھگڑے ہورہے ہیں، اور مال ودولت کے جھگڑے ہورہے ہیں، وراثت کے جھگڑے ہورہے ہیں، قومی ولسانی جھگڑے ہورہے ہیں، اقتدار اور منصب کے جھگڑے ہورہے ہیں، صوبوں کے جھگڑے ہورہے ہیں، ایک صوبے کے لوگ دوسرے صوبے کے لوگوں کو برداشت نہیں کرتے، کوئی کہتا ہے کہ میں پنجابی ہوں، اور کوئی کہتا ہے کہ میں پٹھان ہوں، کوئی کہتا ہے کہ میں سندھی ہوں، اور کوئی کہتا ہے کہ میں بلوچی ہوں، کوئی کہتا ہے کہ میں مہاجر ہوں۔

دنیا کی محبت کے خطرناک رذیلہ کے نتیجے میں پارٹیوں کے جھگڑے ہورہے ہیں، اور پارٹی کا لیڈر بننے کے جھگڑے ہورہے ہیں، مذہبی جھگڑے ہورہے ہیں، کوئی کہتا ہے کہ میں دیوبندی ہوں، اور کوئی کہتا ہے کہ میں بریلوی ہوں، کوئی کہتا ہے میں اہلحدیث ہوں، غرضیکہ دنیا کی محبت کے خطرناک گناہ کیوجہ سے معاشرے میں ہر طرف تمام گناہوں کی آگ لگی ہوئی ہے، ہر طرف گناہوں کے طوفان ہیں، اور ہر طرف گناہوں کی جہنم بھڑک رہی ہے، دنیا کی محبت ہونے کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دنیا کو اپنا مقصد سمجھ لیا ہے، اور

آخرت کو فراموش کردیا ہے، اور اپنی موت کو بھلادیا ہے، موت یاد نہیں ہے، قبر اور آخرت کا دھیان نہیں ہے، اور اللہ رب العالمین کے سامنے پیش ہونے کا دھیان نہیں ہے۔

اگر انسان کو اللہ رب العالمین کے سامنے پیش ہونے کا دھیان ہو، قبر اور آخرت کا دھیان ہو، اور اپنی موت یاد ہو، تو پھر دنیا کی محبت کم ہوجائے گی، اور تمام جھگڑے مٹ جائیں گے، اور امن وآمان قائم ہوجائے گا۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

أَكْثِرُوا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ يَعْنِي الْمَوْتَ (سنن الترمذی، رقم الحدیث ۲۳۰۷)

ترجمہ: تم لذتوں کو توڑ پھوڑ دینے والی چیز موت کو کثرت سے یاد کیا کرو (ترمذی)

حقیقت یہ ہے کہ موت آتے ہی انسان کی ساری لذتیں، ساری خوشیاں، دنیا کا سب سامانِ عیش وعشرت دنیا ہی میں رہ جاتا ہے، اور انسان اکیلا دنیا سے رخصت ہوجاتا ہے۔

موت ایسی چیز ہے کہ اس میں کسی کو اختلاف نہیں، ہر چیز میں اختلاف ہے، لیکن موت کے بارے میں کسی کو اختلاف نہیں، سب کو معلوم ہے کہ موت ضرور آتی ہے، اگر کوئی کافر ہے تو وہ بھی اس بات کو مانتا ہے کہ موت ضرور آنی ہے، جب سے دنیا قائم ہے، سب لوگ یہ دیکھ رہے ہیں کہ موت ضرور آتی ہے، اور موت کسی کو نہیں چھوڑتی۔

موت نے نہ کسی نبی کو چھوڑا اور نہ کسی ولی کو، موت نے نہ کسی بادشاہ کو چھوڑا، اور نہ کسی فقیر کو، موت نے نہ کسی مرد کو چھوڑا، اور نہ کسی عورت کو، موت نے نہ کسی امیر کو چھوڑا، اور نہ کسی غریب کو، موت نے نہ کسی کمزور کو چھوڑا اور نہ کسی طاقت ور کو، موت نے نہ کسی عالم کو چھوڑا، اور نہ کسی عام انسان کو، موت نے نہ کسی نیک کو چھوڑا اور نہ کسی بد کو، موت کسی کو نہیں چھوڑتی، موت یقیناً آکر رہتی ہے، دنیا کا ہر ایک انسان اس بات پر متفق ہے کہ موت ضرور آتی ہے، جس موت کے بارے میں سب متفق ہیں کہ موت نے ضرور آنا ہے، لیکن اس ضرور آنے والی موت کی طرف کوئی دھیان نہیں ہے، اور جس دنیا کی زندگی نے جلدی ختم ہونا ہے، اس کو اپنا مستقل ٹھکانہ سمجھ بیٹھے ہیں، اور جو آخرت کی زندگی مستقل ٹھکانہ ہے، اس سے غافل ہورہے ہیں۔

ہم اپنے پیاروں کو اپنے سامنے مرتے ہوئے دیکھتے ہیں، اور ان کو اپنے ہاتھوں سے نہلاتے ہیں، لیکن یہ

Idara Ghufran

بھول جاتے ہیں کہ ایک دن انہیں بھی نہلایا جائے گا، اپنے چھوں کی نمازِ جنازہ پڑھتے ہیں، لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ ایک دن ان پر بھی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی، اپنے پیاروں کے جنازے اپنے کندھوں پر اٹھاتے ہیں، اور قبرستان لے جاتے ہیں، لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ انہیں بھی ایک دن لوگ اپنے کندھوں پر اٹھائیں گے، اور قبرستان لے جائیں گے، اپنے عزیز واحباب کو اپنے ہاتھوں سے دفناتے ہیں، اور قبر میں اتارتے ہیں، اور اوپر مٹی ڈالتے ہیں، لیکن یہ بھول جاتے ہیں کہ انہیں بھی لوگ دفنائیں گے، اور قبر میں اتاریں گے اور اوپر منوں مٹی دالیں گے۔

روزانہ پانچ یا دس منٹ تنہائی میں بیٹھ کر موت کو سوچا کرو کہ ایک دن مجھے اس دنیا سے ضرور جانا ہے، اور اس دنیا سے میں خالی ہاتھ جاؤں گا، نہ پیسے میرے ساتھ جائیں گے، اور نہ اولاد میرے ساتھ جائے گی، نہ کوٹھی، بنگلے اور مکان میرے ساتھ جائیں گے، نہ رشتہ دار ساتھ جائیں گے اور نہ دوست واحباب ساتھ جائیں گے، بلکہ اکیلا خالی ہاتھ قبر میں جاؤں گا، اور قبر کے اندر میں ہوں گا اور میرے ساتھ میرا ایمان وعمل ہوگا، اگر میرا ایمان وعمل صحیح ہوا، تو قبر میرے لئے جنت کا باغ بنے گی، اور اگر میرا ایمان وعمل غلط ہوا، تو قبر میرے لئے جہنم کا عذاب بنے گی۔

روزانہ پانچ، دس منٹ موت کو سوچنے کی پرواز، اتنی تیز رفتار اور طاقت ور ہے کہ یہ پرواز آپ کی دنیا کی زندگی کے غلط رخ کو آخرت کے صحیح رخ کی طرف پھر دی گے۔

کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے　　　ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے

دعاء ہے کہ اللہ رب العالمین ہمیں دنیا کی محبت کے خطرناک گناہ سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے، اور موت کو یاد رکھنے اور آخرت کی تیاری کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

بسلسلہ :تاریخی معلومات مولانا طارق محمود

ماہِ ربیع الاول:ساتویں نصف صدی کے اجمالی حالات وواقعات

□......ماہِ ربیع الاول ۶۵۱ھ: میں حضرت ابوالحسن علی بن عبداللہ بن محمد بن یوسف بن یوسف انصاری قرطبی مالکی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص۳۰۵)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۵۳ھ: میں حضرت شہاب الدین ابوالمحامد اسماعیل بن حامد بن عبدالرحمٰن بن مرجی بن مؤمل بن محمد انصاری خزرجی مصری شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ص۲۸۹)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۵۵ھ: میں حضرت ابوعبداللہ شرف الدین محمد بن عبداللہ بن محمد بن ابی الفضل سلمی مرسی اندلسی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص۳۱۸)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۵۵ھ: میں حضرت امین الدین ابوالقاسم عبدالرحیم بن ابی جعفر احمد بن علی بن طلحہ انصاری خزرجی شاطبی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص۳۳۵)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۵۶ھ: میں حضرت شمس الدین علی بن مظفر بن قاسم ربعی نشبی دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص۳۲۶)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۵۸ھ: میں حضرت ابوالمفاخر توران شاہ بن صلاح الدین یوسف بن ایوب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(سیر اعلام النبلاء، ج۲۳ ص۳۵۹)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۸۱ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالجبار بن طلحہ اشتری حلبی شافعی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۱ ص۵۴)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۸۳ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن احمد بن محمد بن عبدالوہاب انصاری دمشقی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۱۵۷)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۴ھ: میں حضرت ابوالمکارم محمد بن محمد بن سالم بن یوسف بن صاعد بن سلم قرشی اندلسی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۲۶۹)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۵ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالرحمٰن بن سلطان بن جامع تمیمی دمشقی حنفی رحمہ اللہ کا انتقال ہوا(معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ ص۲۱۰)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۵ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن عبدالسلام بن مطہر بن ابوسعید عبداللہ بن محمد بن ہبۃ اللہ بن ابی عصرون حلبی دمشقی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذہبی، ج۲ص۲۱۷)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۶ھ: میں حضرت ابوالعباس احمد بن محمد بن عبداللہ حلبی ظاہری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ا ص ۹۴)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۶ھ: میں حضرت ابوالفضل جعفر بن محمد بن عبدالرحیم بن احمد بن حجون علوی حسینی صعیدی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ا ص ۲۰۳)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۶ھ: میں حضرت ابوعمر عثمان بن موسیٰ بن رافع بن منہال یونینی حنبلی مقری رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ا ص ۴۳۹)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۶ھ: میں حضرت ابوالمحاسن شمس الدین عبداللہ بن محمد بن عطاء بن حسن اذرعی صالحی حنفی رحمہ اللہ وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ۲ ص ۳۸۷)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۷ھ: میں حضرت عمر بن ابوبکر بن یوسف بن یحییٰ بن خطیب آباری معدل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ۲ ص ۸۲)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۷ھ: میں حضرت حسن بن مظفر بن عبدالمطلب بن عبدالوہاب بن مناقب محمد علوی حسینی منقذی معدل رحمہ اللہ کا انتقال ہوا (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ا ص ۲۱۴)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۷ھ: میں حضرت ابوعبداللہ محمد بن سلیمان بن معالی بن ابی سعید مقری محدث زاہد مغربی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ۲ ص ۱۹۷)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۸ھ: میں حضرت ابوالربیع سلیمان بن عمر بن سالم اذرعی زرعی شافعی رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ا ص ۲۷۲)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۹ھ: میں حضرت محمد بن عبدالوہاب بن احمد بن محمد بن عبدالعزیز سعدی مصری کاتب رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ۲ ص ۲۲۸)

□......ماہِ ربیع الاول ۶۹۹ھ: میں حضرت ابوعلی وہبان بن علی بن محفوظ جزری مؤذن رحمہ اللہ کی وفات ہوئی (معجم الشیوخ الکبیر للذهبی، ج ۲ ص ۳۶۳)

علم کے مینار امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ (قسط:4) مولانا غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں و کاوشوں پر مشتمل سلسلہ

تحصیلِ علم کے دوران امام ابوحنیفہ کا رتبہ و مقام

حماد بن ابوسلیمان کی شاگردی میں

آپ جب ابتداء میں امام حماد بن ابوسلیمان رحمہ اللہ کے پاس گئے، انہوں نے آپ سے دریافت کیا کہ کس سلسلہ میں یہاں آئے ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میں فقہ حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں، اس پر حماد نے فرمایا کہ تم روزانہ تین مسائل سیکھو، اور اس سے زیادہ مت سیکھو۔ [1]

چنانچہ آپ نے استاذِ محترم کا یہ قیمتی مشورہ قبول کیا، اس کے بعد آپ حماد بن ابوسلیمان رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں باقاعدگی سے حاضری دینے لگے، اور اس طرح آپ دس سال تک ان کی خدمت میں رہ کر فقہی تعلیم حاصل کرتے رہے، اس دوران ایک دو مرتبہ آپ کے دل میں خیال آیا کہ آپ اپنا حلقۂ درس قائم کریں، مگر آپ اس سے یکسو ہو کر حماد رحمہ اللہ کے حلقۂ درس میں شامل رہے۔

اس دوران ایک مرتبہ امام حماد کسی کام کے سلسلے میں کچھ دن کے لئے کوفہ سے بصرہ تشریف لے گئے، چونکہ آپ کے حلقۂ درس اور آپ کے شاگردوں میں امام ابوحنیفہ ایک نمایاں مقام رکھتے تھے، اس لئے امام حماد اپنی واپسی تک آپ کو اپنی جگہ بٹھا کر چلے گئے، اس دوران آپ کے سامنے کچھ ایسے مسائل بھی آئے کہ جن کے بارے میں آپ نے حماد سے کچھ نہیں سنا تھا، چنانچہ آپ اپنی ذہانت اور صلاحیت کی بنا پر ان کا جواب دے دیتے اور ساتھ ساتھ اسے لکھ بھی لیا کرتے تھے، جن کی تعداد ساٹھ کے قریب تھی، اور جب حماد بصرہ سے واپس تشریف لائے، تو آپ نے یہ مسائل ان کے سامنے پیش کئے، جن میں سے چالیس کے قریب مسائل میں آپ نے امام ابوحنیفہ سے اتفاق کیا، اور باقی میں اختلاف کیا، جس کے متعلق

---

[1] أخبرنا أبو حفص عمر بن إبراهيم قال ثنا مكرم قال ثنا أحمد بن عطية قال حدثنا منجاب قال حدثنا شريک عن حصين قال......فقام أبو حنيفة فأتى حمادا فقال له ما جاء بک قال أطلب الفقه قال تعلم كل يوم ثلاث مسائل ولا تزد عليها شيئا حتى ينتفق لک شيء من العلم ففعل ولزم الحلقة حتى فقه فكان الناس يشيرون إليه بالأصابع (أخبار أبی حنيفة وأصحابه لابی عبد الله الصيمری، ص ۲۰)

آپ سے منقول ہے کہ:

"اس کے بعد میں نے قسم کھالی کہ حماد کی زندگی تک ان کے حلقۂ درس سے جدا نہیں ہوں گا، اوراس طرح میں ان کے انتقال تک وہیں رہا"

اورایک دوسری روایت میں آپ سے منقول ہے کہ:

جس دوران میں حماد بن ابوسلیمان کے حلقۂ درس سے علیحدگی کا خیال کررہا تھا، اس دوران مجھے ایک دودفعہ بصرہ بھی جانا ہوا، وہاں کے لوگوں نے مجھ سے کئی مسائل دریافت کیے، جن میں کئی مسائل ایسے تھے کہ جن کے بارے میں، میں نے حماد بن ابوسلیمان سے کچھ نہیں سنا ہوا تھا، اس لئے میں ان میں سے کئی مسائل کا جواب نہیں دے سکا، اس کے بعد میں نے ارادہ کرلیا کہ میں حماد کی زندگی میں ان سے کبھی علیحدگی اختیار نہیں کروں گا، چنانچہ میں 18 سال تک ان کی خدمت میں رہا۔

امام حماد بن ابوسلیمان کی وفات

امام حماد بن سلیمان کی وفات 120ھ میں ہوئی، اورآپ ان کے انتقال تک ان کے ساتھ رہے، جس کی مدت لگ بھگ 18 سال بنتی ہے۔ [1]

امام حماد کی وفات نے آپ پر کافی گہرا اثر چھوڑا، جس کا زخم تادمِ آخر نہ بھر سکا، اس کے بارے میں آپ کا اپنا بیان ہے کہ:

---

[1] فصحبته عشر سنين ثم نازعتنى نفسى الطلب للرئاسة فأحببت أن أعتزله وأجلس فى حلقة لنفسى، فخرجت يوما بالعشى وعزمى أن أفعل فلما دخلت المسجد فرأيته لم تطب نفسى أن اعتزله فجئت وجلست معه، فجاء ه فى تلك الليلة نعى قرابة له قد مات بالبصرة.

وترک مالا وليس له وارث غيره فأمرنى أن أجلس مكانه .فما هو إلا أن خرج حتى وردت على مسائل لم أسمعها منه، فكنت أجيب وأكتب جوابى فغاب شهرين .ثم قدم فعرضت عليه المسائل -وكانت نحوا من ستين مسألة -فوافقنى فى أربعين وخالفنى فى عشرين فآليت على نفسى ألا أفارقه حتى يموت فلم أفارقه حتى مات. أخبرنا أبو عبد الله محمد بن عبد الواحد، حدثنا الوليد بن بكر الأندلسى، حدثنا على بن أحمد بن زكريا الهاشمى، حدثنا أبو مسلم صالح بن أحمد بن عبد الله العجلى، حدثنى أبى قال :قال أبو حنيفة: قدمت البصرة فظننت أنى لا أسأل عن شىء إلا أجبت فيه .فسألونى عن أشياء لم يكن عندى فيها جواب فجعلت على نفسى ألا أفارق حمادا حتى يموت فصحبته ثمانى عشرة سنة (تاريخ بغداد للخطيب البغدادى، ج١٣، ص ص ٣٣٤)

''حماد کی وفات کے بعد میں نے جو بھی نماز پڑھی، اس میں، میں نے اپنے والد کے ساتھ ساتھ آپ کے لئے بھی مغفرت کی دعاء لازمی کی، اور ان سب کے لئے بھی دعاء کرتا ہوں کہ جنہوں نے آپ سے علم حاصل کیا، یا جن کو آپ نے علم سکھایا'' [1]

حماد بن ابوسلیمان کی وفات کے بعد کوفہ میں جو علم کا خلا پیدا ہو گیا تھا، اس کو قدرتِ باری تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ پُر فرما دیا تھا، خود ان کی زندگی میں ہی آپ مرجع خلائق تھے، اور حماد بن ابوسلیمان کا اپنے حلقۂ درس میں آپ کو اپنے سامنے اور سب سے آگے بیٹھنے کا حکم دینا، اور اپنے اسفار کے دنوں میں، اپنی مسند پر آپ کو مقرر کر کے جانا، اور ایک موقع پر اپنے بیٹے اسماعیل بن حماد کو اپنی غیر موجودگی میں آپ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دینا، اس بات کا ثبوت ہے کہ قدرت نے آپ کو بے پناہ صلاحیتوں سے نوازا تھا، جس کا چرچہ دور دور تھا، اور لوگ آپ سے تحصیل علم اور مسائل پوچھنے کے لئے دور دراز مقام سے تشریف لایا کرتے تھے، اور آپ سے اپنی علمی پیاس بجھایا کرتے تھے۔

اسی طرح خلیفۂ وقت منصور کے دربار میں آپ کو ''**هذا عالم الدنيا اليوم**'' کے لقب سے یاد کیا جاتا تھا۔

شروع شروع میں آپ فرقِ باطلہ سے علمِ کلام اور جدل ومباحثہ کے ذریعہ اسلام کی خدمت کرتے رہے، اور اس میں بھی درجۂ کمال تک پہنچے، مگر اس کے بعد جب آپ نے فقہ کے علم کی تحصیل کی طرف رخ کیا، اور امام شعبی اور حماد جیسی عظیم شخصیات کی شاگردی اختیار کی، تو اس میں بھی اتنی مہارت حاصل کی کہ لوگ جب بھی اس متعلق بات کیا کرتے، تو ان کی زبانوں پر آپ ہی کا نام ہوتا تھا، اور صلح اور تصفیہ طلب مسائل میں آپ سے ہی رہنمائی لیا کرتے تھے، اور آپ قرآن وسنت کی روشنی میں، اور ان سے اخذ کردہ اصولوں میں غور وفکر اور تدبر واستنباط کے ذریعہ لوگوں کو ان کے مسائل کا حل بتایا کرتے تھے۔

فقہ کی تحصیل کے ساتھ ساتھ آپ نے تحصیلِ حدیث کی طرف بھی توجہ کی، جس کی خاطر آپ نے مکہ ومدینہ کے علاوہ دور دراز مختلف علاقوں کے متعدد اسفار کئے، اور اس میں بھی ایک نمایاں مقام حاصل کیا (**وسياتي بيانه**)

(جاری ہے......)

---

[1] ما صليت صلاة منذ مات حماد إلا استغفرت له مع والدي وإني لأستغفر لمن تعلمت منه علما أو علمته علما (ایضاً)

تذکرۂ اولیاء　حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ(قسط23)　مولانا محمد ناصر

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے مروی احادیث

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی سند سے کئی احادیث رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، جن میں سے چند مزید احادیث ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

درگزر اور عافیت کی دعا کی اہمیت اور دیگر اہم نصیحتیں

حضرت اوسط سے روایت ہے کہ:

خَطَبَنَا أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ :قَامَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامِي هَذَا عَامَ الْأَوَّلِ، وَبَكَى أَبُو بَكْرٍ، فَقَالَ أَبُو بَكْرٍ :سَلُوا اللهَ الْمُعَافَاةَ -أَوْ قَالَ :الْعَافِيَةَ - فَلَمْ يُؤْتَ أَحَدٌ قَطُّ بَعْدَ الْيَقِينِ أَفْضَلَ مِنَ الْعَافِيَةِ -أَوِ الْمُعَافَاةِ -عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ فَإِنَّهُ مَعَ الْبِرِّ، وَهُمَا فِي الْجَنَّةِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ فَإِنَّهُ مَعَ الْفُجُورِ، وَهُمَا فِي النَّارِ، وَلَا تَحَاسَدُوا، وَلَا تَبَاغَضُوا، وَلَا تَقَاطَعُوا، وَلَا تَدَابَرُوا، وَكُونُوا إِخْوَانًا كَمَا أَمَرَكُمُ اللهُ (مسند احمد، رقم الحديث ۵، اسنادهٔ صحيح)

ترجمہ: حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ ہمیں خطبہ دیتے ہوئے فرمایا کہ اس جگہ گذشتہ سال نبی صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے تھے، یہ کہہ کر ابوبکر رو پڑے، پھر فرمایا کہ اللہ سے درگذر کا سوال کیا کرو، یا حضرت ابوبکر نے فرمایا کہ عافیت کا سوال کیا کرو، کیونکہ ایمان کے بعد عافیت یا درگزر سے بڑھ کر نعمت کسی کو نہیں دی گئی، سچائی کو اختیار کرو، کیونکہ سچائی کا تعلق نیکی کے ساتھ ہے اور یہ دونوں چیزیں جنت میں ہوں گی، اور جھوٹ بولنے سے اپنے آپ کو بچاؤ، کیونکہ جھوٹ کا تعلق گناہ سے ہے اور یہ دونوں چیزیں جہنم میں ہوں گی، اور ایک دوسرے سے حسد نہ کرو، اور نہ ہی بغض رکھو، اور نہ قطع تعلق کرو، اور نہ ایک دوسرے سے منہ پھیرو، اور بھائی بھائی بن جاؤ، جیسا کہ اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے(مسند احمد)

Idara Ghufran

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی اس حدیث میں دینی اور معاشرتی نہایت اہم نصیحتیں بیان ہوئی ہیں۔

اپنی اصلاح کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی کوشش

حضرت قیس سے روایت ہے کہ:

قَامَ أَبُو بَكْرٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ فَحَمِدَ اللهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ، ثُمَّ قَالَ :يَا أَيُّهَا النَّاسُ، إِنَّكُمْ تَقْرَؤُونَ هَذِهِ الْآيَةَ :(يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا عَلَيْكُمْ أَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَنْ ضَلَّ إِذَا اهْتَدَيْتُمْ)، وَإِنَّا سَمِعْنَا رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ " :إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الْمُنْكَرَ فَلَمْ يُغَيِّرُوهُ، أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابِهِ (مسند احمد، رقم الحديث ١، إسناده صحيح على شرط الشيخين)

(ایک مرتبہ) ابوبکر رضی اللہ عنہ (خطبہ دینے کے لیے) کھڑے ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرنے کے بعد فرمایا کہ اے لوگو! تم اس آیت کی تلاوت کرتے ہو۔

(يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا عَلَيْكُمْ اَنْفُسَكُمْ لَا يَضُرُّكُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَيْتُمْ)

(جس کا ترجمہ یہ ہے ”اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو، اگر تم راہ راست پر ہو تو کوئی گمراہ شخص تمہیں نقصان نہیں پہنچا سکتا“) اور ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ لوگ جب گناہ کا کام ہوتے ہوئے دیکھیں اور اسے بدلنے کی کوشش نہ کریں تو عنقریب ان سب کو اللہ کا عذاب گھیر لے گا (مسند احمد)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

إِنَّ النَّاسَ إِذَا رَأَوُا الظَّالِمَ فَلَمْ يَأْخُذُوا عَلَى يَدَيْهِ أَوْشَكَ أَنْ يَعُمَّهُمُ اللهُ بِعِقَابِهِ

(مسند احمد، رقم الحديث ٣٠، إسناده صحيح على شرط الشيخين)

ترجمہ: جب لوگ ظالم کو (ظلم کرتے ہوئے) دیکھیں، لیکن اس کا ہاتھ (ظلم کرنے سے) نہ روکیں، تو عنقریب اللہ کا عذاب اُن سب کو گھیر لے گا (مسند احمد)

مذکورہ دونوں احادیث میں گناہ ہوتے ہوئے اور بالخصوص ظلم ہوتے ہوئے دیکھنے پر اُس کو نہ روکنے پر ایسے عذاب کی وعید سنائی گئی ہے، جو سب کو گھیر لے گا، لہٰذا گناہ ہوتے ہوئے دیکھنے پر اُس کو روکنے کی تدبیر کرنی چاہئے، جس کا سب سے ہلکا درجہ یہ ہے کہ دل میں اس گناہ کو بُرا سمجھا جائے۔

Idara Ghufran

چنانچہ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ :مَنْ رَأَى مِنكُمْ مُنْكَرًا فَلْيُغَيِّرْهُ بِيَدِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِلِسَانِهِ، فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعْ فَبِقَلْبِهِ، وَذٰلِكَ أَضْعَفُ الْإِيمَانِ (مسلم، رقم الحديث ۷۸"۴۹"، كتاب الايمان)

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ تم میں سے جو کوئی کسی بُرائی کو دیکھے تو اُسے چاہیے کہ اپنے ہاتھ سے اُسے بدل دے، اگر اس کی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنی زبان سے اُسے بدل دے، اور اس کی بھی استطاعت نہ رکھتا ہو تو اپنے دل سے اُسے بدل دے، اور یہ ایمان کا ضعیف ترین درجہ ہے (مسلم)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی نماز کی دعا

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ أَبِي بَكْرٍ الصِّدِّيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ :أَنَّهُ قَالَ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ :عَلِّمْنِي دُعَاءً أَدْعُو بِهِ فِي صَلَاتِي، قَالَ " :قُلْ :اللَّهُمَّ إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا، وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ، فَاغْفِرْ لِي مَغْفِرَةً مِنْ عِنْدِكَ، وَارْحَمْنِي إِنَّكَ أَنْتَ الغَفُورُ الرَّحِيمُ (بخاری، رقم الحديث ۸۳۴)

ترجمہ: (ایک مرتبہ) حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسی دعا سکھا دیجئے جو میں نماز میں مانگ لیا کروں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کہا کرو کہ اے اللہ! میں نے اپنی جان پر بڑا ظلم کیا، اور آپ کے علاوہ کوئی بھی گناہوں کو معاف کرنے والا نہیں، اس لئے خاص اپنے فضل سے میرے گناہوں کو معاف فرمائیے اور مجھ پر رحم فرمائیے، بے شک آپ بہت بخشنے والے، رحم کرنے والے ہیں (بخاری)

نماز کے آخری قعدہ میں درود شریف کے بعد کوئی بھی مسنون دعاء کی جاسکتی ہے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دریافت فرمانے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مذکورہ دعاء تلقین فرمائی، جس سے اس دعاء کی اہمیت بھی معلوم ہوگئی۔

پیارے بچو! حافظ محمد ریحان

جنات وشیاطین (چھٹی وآخری قسط)

پیارے بچو! قرآن مجید میں جنات کا تذکرہ کئی جگہوں میں آیا ہے، ان تمام آیتوں سے جن میں جنات کا تذکرہ ہے، جنات کے بارے میں بہت سی باتیں معلوم ہوتی ہیں، اگر قرآن مجید سے جنات کے بارے میں یہ معلومات ہمیں نہ ملتیں، تو شائد جنات کی حقیقت ہم نہ جان سکتے، کیونکہ جنات آگ کے شعلے سے پیدا کئے جانے کی وجہ ایسا ہی جسم رکھتے ہیں، جو انسانی آنکھ دیکھ نہیں پاتی، اور انسان کو یہ نظر نہیں آتے، اسی وجہ سے بعض غیر مسلم قوموں نے جنات نامی مخلوق کو تسلیم کرنے سے بھی انکار کیا ہے۔

دیکھو ہمارے موبائل میں، ریڈیو، ٹیلی ویژن میں اور کمپیوٹر میں ہواؤں کے ذریعے سگنل اور لہریں آتی ہیں، جس وجہ سے ہم دنیا کی کسی بھی جگہ کی بات یا پروگرام اپنے کمرے میں بیٹھ کر اور اس پروگرام کی جگہ سے بہت دور ہوتے ہوئے بھی دیکھ لیتے ہیں، اور بات سن لیتے ہیں، تو اصل میں اس پروگرام کا نقشہ اور عکس، اسی طرح بولنے والے کی آواز، بجلی کی رفتار سے ہواؤں میں سفر کر کے، فضا سے لہروں کی صورت میں گزر کر ہم تک پہنچتی ہے، لیکن یہ لہریں یا ہوا ہمیں نظر نہیں آتی، حالانکہ انہی لہروں میں وہ سارا پروگرام جو خواہ کرکٹ کا ہو، یا کوئی اور، وہ موجود ہوتا ہے، لیکن ہمیں نظر نہیں آتا، جبکہ ہمارا موبائل یا کمپیوٹر وغیرہ اس آواز یا عکس کو کیچ (Catch) کرتا ہے، تو اب کوئی کہہ سکتا ہے کہ نہیں جی جب یہ لہریں ہمیں نظر نہیں آتیں، تو یہ موجود بھی نہیں؟ اگر کوئی ایسا کہے گا تو اسے بیوقوف سمجھا جائے گا، کیونکہ ہر آدمی کو موبائیل یا ٹی وی، کمپیوٹر وغیرہ کا روزانہ تجربہ ہوتا ہے، جس میں اسے شک نہیں، اور اسے پتہ ہے کہ یہ جو کچھ میں دیکھ یا سن رہا ہوں، بہت دور سے نشر ہو کر ہواؤں کی لہروں کے ذریعہ ہم تک پہنچ رہا ہے، تو جنات کو بھی ایسا ہی سمجھو کہ ان کا جسم اس قسم کا ہے کہ جو ہم دیکھ نہیں سکتے، اسی طرح ہم مسلمانوں کا ایمان ہے کہ فرشتے ہمارے اعمال لکھنے پر مقرر ہیں، وہ ہر وقت ہمارے ساتھ ہوتے ہیں، لیکن ہمیں نظر نہیں آتے، موت کے وقت روح نکالنے کے لئے بھی فرشتے آتے ہیں، جو مرنے والے کو نظر آتے ہیں، لیکن باقی جو لوگ مرنے والے کے آس پاس ہوتے ہیں، ان کو نظر نہیں آتے۔

قرآن مجید میں جنات کا کئی جگہ تذکرہ ہونے کی بات ہو رہی تھی تو قرآن مجید میں ایک مستقل صورت

''سورہ جن'' کے نام سے ہے،اس پوری سورت میں جنات کا تفصیل سے تذکرہ ہے۔

اس سورہ میں جنات کے بارے میں جو معلومات ملتی ہیں،ان میں سے کچھ یہ ہیں۔

انسانوں کی طرح جنات بھی مختلف مذہب اور دین کے ہوتے ہیں،کوئی ان میں سے مسلمان ہوتے ہیں، اور انہوں نے ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر آپ کے لائے ہوئے دینِ اسلام کو،قرآن کو اور شریعت کے حکموں کو قبول کیا ہے،یہ بات سورہ جن کی آیت سے معلوم ہوتی ہے۔

يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ (سورة الجن، رقم الآية 2)

کہ ''قرآن سیدھے راستے کی طرف بلاتا ہے،پس ہم قرآن پر ایمان لے آئے''

جنات میں مشرک اور ہندو قوم میں بھی ہوتی ہیں۔

وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا (2)

کہ ''اور ہم آئندہ ہرگز اپنے رب کے ساتھ شرک نہیں کریں گے''

جنات میں عیسائی بھی ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ ک لئے نعوذ باللہ بیوی یا اولاد ہونے کا غلط اور کفریہ عقیدہ رکھتے ہیں۔

وَأَنَّهُ تَعَالَى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَلَا وَلَدًا (3)

اور یہ کہ ہمارے رب کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ اس کے لئے بیوی یا بیٹا قرار دیا جائے۔

جنات میں یہودی بھی ہوتے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی شان میں مختلف طرح کی گستاخیاں کرتے ہیں۔

وَأَنَّهُ كَانَ يَقُولُ سَفِيهُنَا عَلَى اللَّهِ شَطَطًا (4)

اور یہ کہ ہم میں سے احمق لوگ اللہ کے کے متعلق نامناسب خیالات رکھتے اور باتیں کرتے ہیں۔

جنات کے ہر طبقے میں شریر وفسادی، بدکار و بدکردار،لوگ بھی ہوتے ہیں،اور نیک صالح،شریف، اچھے کردار والے بھی ہوتے ہیں،غرضیکہ انسانوں کی طرح ان میں ہر طرح کے اچھے برے لوگ ہوتے ہیں۔

وَأَنَّا مِنَّا الصَّالِحُونَ وَمِنَّا دُونَ ذَلِكَ كُنَّا طَرَائِقَ قِدَدًا (11)

اور یہ کہ ہم میں سے کوئی نیک صالح ہیں،اور کوئی اس سے ہٹ کر کچھ۔

قیامت میں جنات کا بھی اسی طرح حساب کتاب، جزا سزا ہوگی، جس طرح انسانوں کی، اور جنت جہنم

دونوں جگہ وہ بھی داخل ہوں گے۔

وَأَمَّا الْقَاسِطُونَ فَكَانُوا لِجَهَنَّمَ حَطَبًا . وَأَلَّوِ اسْتَقَامُوا عَلَى الطَّرِيقَةِ لَأَسْقَيْنَاهُمْ مَاءً غَدَقًا (15،16)

’’اور جو ظالم ہیں وہ جہنم کا ایندھن بن گئے۔اور (اے نبی یہ بھی کہہ دو) کہ اگر لوگ راہ راست پر سیدھے رہتے تو یقیناً انہیں بہت وافر پانی پلاتے‘‘

نیک اور اچھے جنات ہمارے دوست ہیں، ہمارے خیر خواہ ہیں، یہ مختلف مواقع پر غیر محسوس طریقے پر ہمارے کام آسکتے ہیں، جبکہ برے اور شریر جنات انسانوں کو بھی ستانے اور تنگ کرنے کے موقع ڈھونڈتے ہیں، اور نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی دعائیں اور اعمال بتائے ہیں کہ ہر مسلمان ان کا اہتمام کرے، تو جناتی شرارتوں سے محفوظ رہے گا، جن میں قرآن کی آخری دوسورتیں (یعنی سورہ فلق اور سورہ ناس) بھی شامل ہیں۔

پیارے بچو! روزانہ سوتے وقت بھی اور ہر نماز کے بعد یہ دونوں سورتیں پڑھ لیا کرو، اور سوتے وقت ہاتھوں پر تین دفعہ پڑھ کر دم کرلو، اور سارے جسم، پر ہاتھ پھیرلو۔

بزمِ خواتین **مولانا طلحہ مدثر**

خواتین جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے (قسط13)

اصحاب الاخدود کا ذکر

معزز خواتین! قرآن مجید میں سورہ بروج میں اللہ تعالیٰ نے اصحاب الاخدود کا ذکر فرمایا ہے "اخدود" کا معنی خندق یا بڑے گڑھے کے آتے ہیں، یہ واحد ہے اسکی جمع "اخادید" ہے، اصحاب الاخدود سے مراد وہ اہل ایمان لوگ ہیں جنکو ایمان لانے کی پاداش میں بادشاہ وقت نے محلوں اور شاہراہوں کے کناروں پر بڑی بڑی آگ سے بھری ہوئی خندقوں میں ڈلوادیا تھا، ان لوگوں میں ایک نیک عورت کا بھی اجمالاً تذکرہ ملتا ہے کہ جب بادشاہ نے اسے آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو اسکو آگ میں ڈالے جانے کے خوف سے ایمان پر قائم رہنے میں کچھ تردد ہوا جس پر اسکے شیر خوار بیٹے نے اسکی ہمت بندھائی اور بلاخوف وخطر آگ میں کودنے کا کہا، یہ واقعہ صحیح مسلم میں حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

اس واقعے کی تفصیل یہ ہے کہ نبی علیہ السلام کی ولادت باسعادت سے تقریباً ستر برس پہلے یمن میں ایک بادشاہ تھا جسکا نام یوسف ذونواس تھا، اسکے پاس ایک درباری جادوگر وکاہن تھا جو فن سحر وکہانت میں بہت مہارت رکھتا تھا، جب وہ بوڑھا ہوگیا تو اس نے بادشاہ سے عرض کیا کہ "میں تو اب بوڑھا ہوگیا ہوں، اس لئے آپ میرے پاس کسی لڑکے کو بھیج دیں تاکہ میں اپنا یہ فن آگے منتقل کرسکوں"

بادشاہ نے اس جادوگر کی درخواست پر ایک لڑکے کو مامور کیا جو اس جادوگر سے وہ علم سیکھنے لگا اسکا نام عبداللہ بن تامر تھا، ایک دن راستے میں اسے ایک راہب (زاہد وعبادت گذار بندہ) مل گیا جسکی باتیں اسکو بہت اچھی معلوم ہوئیں، اب اسکا معمول ہوگیا جب بھی جادوگر کے پاس جاتا راہب کے پاس بیٹھ کر اسکی باتیں سننے لگتا اور پھر جادوگر کے پاس جاتا، جادوگر تاخیر سے آنے پر اسکو مارتا جسکی شکایت اس نے راہب سے کی، راہب نے اسے کہا جب تمہیں جادوگر سے ڈر ہو تو کہہ دینا کہ گھر میں دیر ہوگئی اور جب گھر والوں سے تاخیر کی وجہ سے ڈر ہو تو کہہ دینا جادوگر کے پاس دیر ہوگئی۔

یہ سلسلہ اسی طرح چلتا رہا کہ ایک دن لوگوں کے راستے میں ایک جانور آکر بیٹھ گیا جس نے لوگوں کا راستہ روک لیا، اس لڑکے نے کہا آج میں جان لوں گا کہ راہب زیادہ افضل ہے یا جادوگر زیادہ افضل ہے، اس

Idara Ghufran

نے ایک پتھر اٹھایا اور دعا کی کہ ''اے اللہ اگر راہب کا معاملہ آپ کے نزدیک جادوگر سے زیادہ محبوب ہے تو آپ اس جانور کو ہلاک فرما دیں تا کہ لوگ گزر سکیں''، پھر اس نے وہ پتھر اس جانور کو مارا تو وہ مر گیا اور لوگوں کا راستہ کھل گیا، وہ راہب کے پاس آیا اور اسکو سارے واقعے کی خبر دی، اسکو راہب نے کہا ''میرے بیٹے آج تم مجھ سے افضل بن گئے ہو، تم نے ایسا بڑا کام کیا ہے جس کی وجہ سے تم آزمائش میں ڈالے جاؤ گے، اب اگر تم پر کوئی آزمائش آئے تو میرے بارے میں خبر نہ دینا''

اس لڑکے کو اللہ تعالیٰ نے یہ کرامت عطا کی تھی کہ کوڑی اور جزامی کو ٹھیک کر دیتا تھا، اور لوگوں کے ہر مرض کا علاج کر دیتا تھا، ایک دن بادشاہ کے ایک خاص درباری نے جو کہ نابینا ہو چکا تھا اس لڑکے کے بارے میں سنا، تو وہ اسکے پاس خوب چڑہاوے اور تحائف لیکر پہنچ گیا اور اس سے درخواست کی ''کہ یہ تمام چیزیں اور سارے تحائف تمہارے ہیں بس تم مجھے اس بیماری سے نجات دلا دو!'' اس لڑکے نے جواب دیا کہ میں کسی کی بیماری دور نہیں کر سکتا، شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے اگر تم بھی اللہ پر ایمان لے آؤ تو میں تمہارے لئے بھی دعا کر دوں گا اور اللہ تعالیٰ تمہیں شفا دیدے گا'' وہ درباری اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسکی بیماری دور فرما دی۔

وہ درباری بادشاہ کے پاس آیا اور پہلے کی طرح اپنی نشست پر بیٹھ گیا، اس سے بادشاہ نے پوچھا ''تمہاری بصارت کیسے واپس آ گئی؟'' اس نے کہا ''میرے رب نے میری دیکھنے کی صلاحیت لوٹا دی'' بادشاہ نے کہا ''کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟'' اس نے کہا ''میرا اور تیرا رب اللہ ہے'' یہ کہنے کی وجہ سے بادشاہ نے اس کو قید کر لیا اور سخت تکلیفیں دیں یہاں تک کہ اس نے بچہ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا۔

بچے کو لایا گیا اسکو بادشاہ نے کہا کہ ''اے میرے بچے کیا تیرا جادو ایسا ہو گیا ہے جسکے ذریعہ تو نابینا کو بینا کر دیتا ہے اور فلاں، فلاں کام کرتا ہے؟'' تو اس بچے نے کہا کہ ''میں کسی کو شفا نہیں دیتا، بلکہ اللہ تعالیٰ شفا دیتا ہے'' بادشاہ نے اسکو بھی قید کر لیا اور سزائیں دینا شروع کر دی یہاں تک کہ اس نے راہب کا بتا دیا۔

راہب کو بھی لایا گیا اور اسکو کہا گیا کہ اپنے دین سے پھر جا، اس نے انکار کر دیا، جسکی وجہ سے ایک بڑا آرا منگوایا گیا اور اسکے سر کے درمیان میں رکھ کر اسکے چیر کر دو ٹکڑے کر دیے گئے۔

پھر اس درباری کو لایا گیا اور اس سے بھی یہی کہا گیا اس نے بھی انکار کر دیا، لہٰذا اسکے بھی چیر کر دو ٹکڑے کر دیے گئے، پھر بچے کو لایا گیا اور اس سے بھی دین سے پھر جانے کو کہا، اس نے بھی انکار کر دیا، بادشاہ

نے اسے اپنے لشکر کی ایک جماعت کے حوالے کیا اور کہا کہ اسکو فلاں پہاڑ کی چوٹی پر لیجاؤ اور وہاں اسے دین سے پھر جانے کو کہو اگر مان جائے تو ٹھیک ورنہ اسکو چوٹی سے نیچے پھینک دو، جب وہ اسکو لیکر پہاڑ پر پہنچے تو اس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے پہاڑ کو ہلایا اور وہ سب ہلاک ہو گئے اور یہ بچہ بچ کر بادشاہ کے پاس آ گیا۔

بادشاہ نے اس سے پوچھا ''تمہارے ساتھیوں کا کیا بنا؟'' اس نے کہا ''اللہ نے مجھے ان سے بچالیا''

بادشاہ نے ایک دوسری جماعت کو حکم دیا کہ اسکو ایک کشتی میں بٹھا کر سمندر کے بیچ میں لیجاؤ پھر اگر یہ اپنے دین سے پھر جائے تو ٹھیک ورنہ اسکو پانی میں پھینک دو، وہ بھی اسکو لیکر چلے گئے، جب سمندر میں پہنچے تو بچے نے پھر دعا کی، جسکی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے کشتی کو ایسا الٹا کہ وہ سارے ڈوب گئے، اور یہ بچہ بچ کر پھر زندہ سلامت بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔

بادشاہ نے پوچھا کہ تمہارے باقی ساتھیوں کا کیا بنا؟ بچہ نے وہی جواب دیا کہ اللہ نے مجھے ان سے بھی بچالیا۔　　(جاری ہے......)

Idara Ghufran

انسان کا مال، نسب، برادری اور کنبہ اس کی نجات کے لئے کافی نہیں

قرآن مجید کی سورہ ممتحنہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

لَنۡ تَنۡفَعَکُمۡ اَرۡحَامُکُمۡ وَلَا اَوۡلَادُکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیَامَۃِ یَفۡصِلُ بَیۡنَکُمۡ وَاللّٰہُ بِمَا تَعۡمَلُوۡنَ بَصِیۡرٌ (سورۃ الممتحنۃ، رقم الآیۃ ۳)

ترجمہ: ہرگز نفع نہ پہنچائیں گے تم کو تمہارے کنبے اور نہ تمہاری اولاد، قیامت کے دن وہ (یعنی اللہ) فیصلہ کرے گا، تمہارے درمیان (تم میں سے ہر ایک کے عمل کے مطابق) اور اللہ ان چیزوں کو جو تم عمل کرتے ہو خوب دیکھنے والا ہے (سورہ ممتحنہ)

فائدہ: اللہ اور اس کے رسول کے حکم اور دینی تقاضوں کے مقابلے میں نسب، کنبہ اور برادری کے اعلیٰ و افضل ہونے کی اہمیت نہیں، قیامت کے دن ہر شخص کو اپنا حساب دینا ہوگا، اور اپنے کیئے کی سزا بھگتنی ہوگی۔

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: جس کو اس کا عمل مؤخر کردے، تو اس کو اس کا نسب آگے نہیں بڑھاتا (یعنی عمل خراب ہونے کی صورت میں نسب کا اچھا ہونا انسان کی نجات کا سامان نہیں کرتا) (ابوداؤد)

مطلب یہ ہے کہ اللہ اور اس کے رسول کے حکم اور دینی تقاضوں کے مقابلے میں نسب، کنبہ اور برادری کے اعلیٰ و افضل ہونے کی اہمیت نہیں، قیامت کے دن ہر شخص کو اپنا حساب دینا ہوگا، اور اپنے کیئے کی سزا بھگتنی ہوگی۔

Idara Ghufran

ہر حال میں تقویٰ و پرہیزگاری کو اختیار کرنے کا حکم

حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَلْحَسَبُ اَلْمَالُ، وَالْکَرَمُ اَلتَّقْوٰی(سنن ابنِ ماجه، رقم الحديث ٤٢١٩)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ (دنیا میں) قدر (وقیمت) والی چیز مال ہے، اور (اللہ کے نزدیک اور آخرت میں) اکرام (اور اعزاز) والی چیز تقویٰ ہے (ابنِ ماجہ)

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ: إِنَّ أَوْلِیَائِیْ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ اَلْمُتَّقُوْنَ

(الأدب المفرد، رقم الحديث ٨٩٧،باب الحسب)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے دوست قیامت کے دن متقی (وپرہیزگار) ہوں گے (الادب المفرد)

مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تو مالداری کی وجہ سے انسان کو قابلِ قدر سمجھا جاتا ہے، مگر اللہ کے نزدیک اور آخرت میں اعزاز واکرام والی چیز تقویٰ ہے، لہٰذا نسب اور خاندان وبرادری کے اعلیٰ وافضل ہونے یا مال و دولت کے زیادہ ہونے پر نجات وکامیابی کا مدار اور فخر وتفاخر کرنے کے بجائے، تقویٰ اور پرہیزگاری کو اختیار کرنا چاہئے۔

بروزِ قیامت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اہلِ بدعات سے اعراض فرمانا

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یہ سمجھتے ہو کہ میری قرابت داری میری قوم کو فائدہ نہ پہنچا سکے گی، اللہ کی قسم! میری قرابت داری دنیا اور آخرت دونوں میں جڑی رہے گی (بشرطیکہ میرے طریقہ پر قائم رہا جائے) اور قیامت کے دن میرے سامنے کچھ لوگوں کو پیش کیا جائے گا، جن کو بائیں طرف کے (یعنی ناکام) لوگوں میں شامل ہونے کا حکم ہوگا، تو ایک آدمی کہے گا کہ اے اللہ کے رسول! میں فلاں بن فلاں ہوں، اور دوسرا کہے گا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں، میں انہیں جواب دوں گا کہ تمہارا نسب تو میں پہچان چکا (اور یہ معلوم ہو چکا کہ تم میرے نسبی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہو) لیکن میرے بعد تم نے دین میں بدعات ایجاد کر لی تھیں، اور تم الٹے پاؤں واپس ہو گئے تھے (لہٰذا میں تمہاری کوئی مدد نہیں کر سکتا) (مسند احمد، حدیث ۱۱۳۴۵)

معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو چھوڑ کر، کوئی اور طریقہ اختیار کرنے اور بدعات ایجاد کرنے والے لوگوں کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب میں سے ہونا مفید نہ ہوگا، تاآنکہ ان کا عمل اس قابل نہ ہو۔

آپس میں اتفاق واتحاد قائم رکھنے اور تفرقہ بازی سے بچنے کے لئے قرآن وسنت کو اپنانے کا حکم

چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖ إِخْوَانًا وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ آيَاتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ (سورہ آل عمران، آیت ۱۰۳)

ترجمہ: اور مضبوط پکڑلو تم سب مل کر اللہ کی رسی کو، اور تفرقہ بازی نہ کرو، اور یاد کرو اللہ کی نعمت کو جو تم پر ہوئی، جب تم آپس میں دشمن تھے، پھر اللہ نے تمہارے دلوں میں باہم الفت ڈال دی، پھر بھائی بھائی ہو گئے تم اس کی نعمت کی وجہ سے، اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے، پھر اللہ نے تم کو اس سے بچالیا، اس طرح اللہ تم پر اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے، تاکہ تم ہدایت پاؤ (سورہ آلِ عمران)

اس آیت سے اتفاق واتحاد کا حکم اور تفرقہ بازی کی ممانعت معلوم ہوئی، اور ساتھ ہی اتحاد واتفاق کا ذریعہ بھی معلوم ہوا، وہ یہ کہ سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لیں، اور کوئی بھی اس سے الگ نہ ہو۔

کئی احادیث کی رُو سے اللہ تعالیٰ کی رسی سے مراد قرآن مجید ہے، جس میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور سنت بھی داخل ہے۔

آپ کے دینی مسائل کا حل — دارہ

جڑواں شہروں (Twin cities) میں سفر وقصر کا حکم (قسط1)

جڑواں شہروں (Twin cities) کے بارے میں مفتی محمد رضوان صاحب کا ایک تحقیقی مقالہ پیش ہے۔
(ادارہ)

چند اصولی باتیں

دو یا زیادہ شہر اگر ایک دوسرے سے متصل ہوں، تو ان کو سفر وقصر اور حضر واقامت کے اعتبار سے کیا حکم حاصل ہوگا؟

اس سوال کے جواب سے پہلے چند فقہی اصول وقواعد بیان کئے جاتے ہیں، جو ان شاءاللہ تعالیٰ زیرِ بحث مسئلہ اور اس سے متعلق پہلوؤں کو سمجھنے میں معین واقع ہوں گے۔

(1)......سفر میں قصر کے حکم سے متعلق فقہاء کے اقوال

اس سلسلہ میں پہلا اصول یا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص شرعی اعتبار سے مسافر ہو، تو اس کو ظہر، عصر اور عشاء کے فرائض میں قصر کرنے یعنی چار کے بجائے دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے۔

لیکن سفر میں نماز کو قصر کرنے کا کیا درجہ ہے؟ تو اس سلسلہ میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے، جمہور فقہائے کرام یعنی مالکیہ، شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک مسافر کو چار رکعت والی فرض نماز میں اتمام کرنا یعنی دو کے بجائے چار رکعت پڑھنا اصل ہے، اور قصر کرنا یعنی چار کے بجائے دو رکعت پڑھنا رخصت ہے۔

اور حنفیہ کے نزدیک نماز میں قصر اصل ہے، جس کو انہوں نے مجازاً ''رخصتِ اسقاط'' کا نام دیا ہے۔ [1]

---

[1] هل الأصل القصر أو الإتمام؟

قال المالكية والشافعية والحنابلة :إن الأصل هو الإتمام وأن القصر رخصة، واستدلوا بحديث مسلم السابق " :صدقة تصدق الله بها عليكم ."

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

اسی وجہ سے جمہور فقہائے کرام یعنی شافعیہ، حنابلہ اور مالکیہ کے نزدیک مسافر کو نماز میں قصر کرنا افضل و مستحب یا سنت ہے، فرض یا واجب نہیں۔

اور حنفیہ کے نزدیک مسافر کو نماز میں قصر کرنا واجب ہے، اور ان کے نزدیک مسافر کی نماز کے قعدۂ اخیرہ کا فریضہ دو رکعت پر شمار ہوتا ہے۔ [1]

اور اسی وجہ سے اگر کوئی مسافر اتمام کرے یعنی دو رکعتوں کے بجائے فرض نماز کی چار رکعتیں

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

إلا أن المشهور من مذهب الشافعية :أن القصر أفضل من الإتمام، إذا بلغ السفر ثلاثة أيام، اقتداء برسول الله صلى الله عليه وسلم؛ وخروجا من خلاف من أوجبه، كأبى حنيفة، إلا الملاح الذى يسافر فى البحر بأهله، ومن لا يزال مسافرا بلا وطن، فالإتمام لهما أفضل خروجا من خلاف من أوجبه عليهما، كالإمام أحمد. ومقابل المشهور :إن الإتمام أفضل مطلقا، لأنه الأصل، والأكثر عملا، أما إذا لم يبلغ السفر ثلاثة أيام فالإتمام أفضل لأنه الأصل.

وعند الحنابلة :القصر أفضل من الإتمام نصا، لمداومة النبى صلى الله عليه وسلم والخلفاء عليه .لكن إن أتم من يباح له القصر لم يكره.وعند الحنفية :القصر هو الأصل فى الصلاة(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧،ص ٢٧٤و ٢٧٥،مادة"صلاة المسافر")

[1] ذهب الشافعية والحنابلة :إلى أن القصر جائز تخفيفا على المسافر؛ لما يلحقه من مشقة السفر غالبا، واستدلوا بالآية الكريمة :(وإذا ضربتم فى الأرض فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة إن خفتم أن يفتنكم الذين كفروا)فقد علق القصر على الخوف؛ لأن غالب أسفار النبى صلى الله عليه وسلم لم تخل منه. ونفى الجناح فى الآية يدل على جواز القصر، لا على وجوبه.

واستدلوا كذلك بحديث يعلى بن أمية السابق " :صدقة تصدق الله بها عليكم.

وذهب الحنفية :إلى أن فرض المسافر من ذوات الأربع ركعتان لا غير، فليس للمسافر عندهم أن يتم الصلاة أربعا؛ لقول عائشة -رضى الله عنها " :-فرضت الصلاة ركعتين ركعتين، فأقرت صلاة السفر، وزيد فى صلاة الحضر ،ولا يعلم ذلك إلا توقيفا، وقول ابن عباس -رضى الله عنهما :-إن الله عز وجل فرض الصلاة على لسان نبيكم صلى الله عليه وسلم على المسافر ركعتين وعلى المقيم أربعا، وفى الخوف ركعة .

والراجح المشهور عند المالكية :أن القصر سنة مؤكدة؛ فإنه لم يصح عن النبى صلى الله عليه وسلم أنه أتم الصلاة، بل المنقول عنه القصر فى كل أسفاره، وما كان هذا شأنه فهو سنة مؤكدة.

وهناك أقوال أخرى فى المذهب فقيل :إنه فرض، وقيل :إنه مستحب، وقيل :إنه مباح (الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧،ص ٢٧٤،مادة "صلاة المسافر")

ثم اختلفوا فى أيهما أفضل، فقال بعضهم :القصر أفضل، وهو قول الأبهرى وغيره .وقيل :إن الإتمام أفضل، وحكى عن الشافعى .وحكى أبو سعيد الفروى المالكى أن الصحيح فى مذهب مالك التخيير للمسافر فى الإتمام والقصر .قلت -وهو الذى يظهر من قوله سبحانه وتعالى :(فليس عليكم جناح أن تقصروا من الصلاة) إلا أن مالكا رحمه الله يستحب له القصر(تفسير القرطبى، ج٥،ص ٣٥٢،تفسير سورة النساء)

ادا کرے، تو حنفیہ کے نزدیک اس کی دو رکعتیں فرض اور دو رکعتیں نفل شمار ہوتی ہیں، اور اگر کوئی مسافر اس طرح ظہر، عصر یا عشاء کی چار رکعتیں پڑھے کہ دوسری رکعت پر قعدہ بھی کرے، تو حنفیہ کے نزدیک اس کی فرض نماز (دوسری رکعت پر قعدہ کا فریضہ پائے جانے کی وجہ سے) درست ہو جاتی ہے، اور اگر وہ دوسری رکعت پر قعدہ نہ کرے، تو اس کی نماز (دوسری رکعت پر قعدہ کا فریضہ رہ جانے کی وجہ سے) درست نہیں ہوتی، اور اگر مسافر امام اتمام کرے یعنی چار رکعتیں پڑھائے، اور اس کی اقتداء میں مقیم مقتدی نماز پڑھے، تو حنفیہ کے نزدیک اس کے مقتدی کی نماز درست نہیں ہوتی، خواہ امام دوسری رکعت پر قعدہ کرے یا نہ کرے، کیونکہ ان کے نزدیک امام کی دو رکعتیں فرض ہیں، اور دو رکعتیں نفل ہیں، جبکہ مقتدی کی چاروں رکعتیں فرض ہیں، پس مذکورہ صورت میں مقتدی کا دو رکعتوں میں ''اقتداء المفترض بالمتنفل'' کرنا لازم آتا ہے۔

حنفیہ کے علاوہ دیگر جمہور فقہائے کرام کے نزدیک مسافر اگر اتمام کرے یعنی چار رکعتیں پڑھے، تو اس کی چاروں رکعتیں فرض شمار ہوتی ہیں، اور دو رکعت پر قعدہ کرنے، نہ کرنے کی دونوں صورتوں میں اس کی نماز درست ہو جاتی ہے، اور اگر یہ مسافر امام ہو، تو اس کی اقتداء میں مقیم مقتدیوں کی نماز بھی درست ہو جاتی ہے۔ [1]

---

[1] فی مذاهب العلماء فی القصر والإتمام :قد ذكرنا أن مذهبنا أن القصر والإتمام جائزان وأن القصر أفضل من الإتمام وبهذا قال عثمان بن عفان وسعد بن أبی وقاص وعائشة وآخرون وحكاه العبدری عن هؤلاء وعن ابن مسعود وابن عمر وابن عباس والحسن البصری ومالک وأحمد وأبی ثور وداود وهو مذهب أكثر العلماء ورواه البيهقی عن سلمان الفارسی فی اثنی عشر من الصحابة وعن أنس والمسور بن مخرمة وعبد الرحمن بن الأسود وابن المسيب وأبی قلابة :

وقال أبو حنيفة والثوری وآخرون القصر واجب قال البغوی وهذا قول أكثر العلماء وليس كما قال وحكى ابن المنذر وجوب القصر عن ابن عمر وابن عباس وجابر وعمر بن عبد العزيز ورواية عن مالک وأحمد قال أبو حنيفة فإن صلى أربعا وقعد بعد الركعتين قدر التشهد صحت صلاته لأن السلام ليس بواجب عنده وتقع الأخيرتان نفلا وإن لم يقعد هذا القدر بعد الركعتين فصلاته باطلة(المجموع شرح المهذب ،ج۴،ص۳۳۸،باب صلاة المسافر)

فأما ما كان الأصل فرضيته ووجوبه ثم سقط بعضه تخفيفا، فإذا فعل الأصل وصف الكل بالوجوب على الصحيح، فمن ذلک إذا صلى المسافر أربعا فإن الكل فرض فی حقه، وعن أبی بكر أن الركعتين الأخيرتين نفل لا يصح اقتداء المفترض به فيهما، وهو متمش على أصله وهو عدم اعتبار نية القصر، والمذهب الأول(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۴۲،ص۳۴۱،مادة "واجب")

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(2)......قصر واتمام میں اشتباہ یا اختلاف کے وقت حکم

اس سلسلہ میں دوسرا اصول یا قاعدہ یہ ہے کہ جس جگہ اس بارے میں اشتباہ واختلاف پیدا ہو جائے کہ وہاں نماز پوری پڑھی جائے یا قصر کی جائے؟ اور کوئی ایک جانب راجح نہ ہو، تو وہاں پوری نماز پڑھنے کو ترجیح ہوا کرتی ہے۔ [1]

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

أما قصر الصلاة فهو عزيمة والإكمال مكروه ومخالفة للسنة ولكن سمى رخصة مجازا.
وقال الشافعي القصر رخصة والإكمال عزيمة
وثمرة الخلاف أن المسافر إذا صلى أربعا لا يكون الأربع فرضا بل المفروض ركعتان لا غير والشطر الثانى تطوع عندنا حتى إنه إذا قعد على رأس الركعتين قدر التشهد تجوز صلاته وإذا لم يقعد لا تجوز لأنها القعدة الأخيرة فى حقه وهى فرض فإذا تركها فقد ترك فرضا بخلاف المقيم تجوز لأن الإكمال عزيمة عنده وقد اختار العزيمة فيكون فرضا.
وكذا إذا ترك القراءة فى الركعتين الأوليين أو فى ركعة منهما تفسد صلاته عندنا خلافا له(تحفة الفقهاء ،ج ١،ص ١٤٩ ،باب صلاة المسافر)
قال أصحابنا رحمهم الله :فرض المسافر فى كل صلاة رباعية ركعتان، وقال الشافعى رحمه الله فرضه أربع وركعتان رخصة حتى أن عند علمائنا رحمهم الله إذا صلى المسافر أربعا ولم يقعد على رأس الركعتين فسدت صلاته، لانشغاله بالنفل قبل إكمال الفرض، وإن كان قعد تمت صلاته وهو مسىء لخروجه عن الفرض ودخوله فى النفل لا على وجه المسنون(المحيط البرهانى فى الفقه النعمانى،ج٢،ص ٢١،كتاب الصلاة،الفصل الثانى والعشرون فى صلاة السفر)
ومن أحرم مع من يظنه مقيمًا أو يشك فيه، لزمه الإتمام، وإن قصر إمامه اعتبارًا بالنية، وإن غلب على ظنه أنه مسافر لدليل، فله أن ينوى القصر، ويتبع إمامه، فيقصر بقصره، ويتم بإتمامه، وإن أحدث إمامه قبل علمه بحاله، فله القصر؛ لأن الظاهر أنه مسافر.
وإن أم المسافر مقيمًا لزم المقيم الإتمام، ويستحب للإمام أن يقول لهم :أتموا فإنا قوم سفر، لما روى عمران بن حصين قال :شهدت الفتح مع رسول الله -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -فكان لا يصلى إلا ركعتين، ثم يقول لأهل البلد :صلوا أربعًا فإنا سفر رواه أبو داود
وإن أتم الإمام بهم صحت الصلاة.
وعنه :تفسد صلاة المقيمين؛ لأنهم ائتموا بمتنفل فى الركعتين الأخيرتين، والأول المذهب؛ لأن الإتمام يلزمه بنيته(الكافى فى فقه الإمام أحمد،ج ١،ص ٣٠٩،باب قصر الصلاة)

[1] لانه اجتمع فى هذه الصلوة مايوجب الاربع ومايمنع فرجحنا مايوجب الاربع احتياطا (ردالمحتار ج ٢ ،ص ١٢٢، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)
اجتمع فى هذه الصلاة ما يوجب الأربع وما يمنع فرجحنا ما يوجب الأربع احتياطا اهـ (البحرالرائق ج ٢ ص ١٣٩، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

Idara Ghufran

لہٰذا اگر کوئی ایسی جگہ ہے، جہاں اس کو پوری نماز پڑھنے یا قصر کرنے کا حکم معلوم نہیں، اور کوئی شرعی مسئلہ بتلانے والا بھی نہیں، یا کسی جگہ مقیم ومسافر ہونے کے اعتبار سے اہلِ علم کی آراء مختلف ہیں، اور کسی ایک پہلو کو ترجیح دینا مشکل ہے، تو اس کو وہاں پوری نماز پڑھنے کو ترجیح حاصل ہوگی، اور پوری نماز پڑھنے میں احتیاط ہوگی۔ [1]

(3)......مدتِ اقامت کتنی ہے؟

اس سلسلہ میں تیسرا اصول یا قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی مسافر ہو، اور وہ کسی ایسی جگہ (خواہ وہ کوئی شہر ہو، یا قصبہ ہو یا گاؤں ہو) قیام کرے اور ٹھہرے کہ جو اس کا وطنِ اصلی یا وطنِ اقامت نہیں، تو کتنی مدت قیام کرنے اور ٹھہرنے سے وہ مقیم شمار ہوتا ہے؟ اس میں فقہائے کرام کا اختلاف ہے۔

حنفیہ کے نزدیک شرعی اقامت کی مدت کم از کم پندرہ راتیں ہے۔

جبکہ دیگر جمہور فقہائے کرام (یعنی مالکیہ، شافعیہ وحنابلہ) کے نزدیک چار دن ہے، البتہ امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک چار دن سے زیادہ یعنی کم از کم اکیس نمازوں کا وقت ہے۔

لہٰذا حنفیہ کے نزدیک مسافر اپنے وطنِ اقامت سے باہر کسی جگہ (یعنی کسی شہر یا قصبے یا گاؤں وغیرہ میں) مجموعی طور پر کم از کم پندرہ رات قیام کی نیت کرنے کی وجہ سے مقیم شمار ہوتا ہے، اور اس کو پوری نماز پڑھنے کا حکم ہوتا ہے، اور اس سے کم مقدار قیام کرنے کی صورت میں مقیم شمار نہیں ہوتا، بلکہ مسافر شمار ہوتا ہے۔

جبکہ حنابلہ کے نزدیک چار دن سے زیادہ (یعنی کم از کم اکیس نمازوں کے وقت) اور مالکیہ اور شافعیہ کے نزدیک صرف چار دن قیام کی وجہ سے وہ شخص مقیم شمار ہو جاتا ہے، اور اس کو پوری نماز پڑھنے کا حکم

---

[1] چنانچہ احسن الفتاویٰ میں ہے کہ:

صورتِ اختلاف واشتباہ میں بوجوہِ ذیل اتمام اَرجح واَحوط ہے:

(۱) اتمام اصل ہے اور قصر بوجہ عارض، لہٰذا بدون تیقن عارض قصر جائز نہیں۔

(۲) مقامِ قصر میں اتمام سے نماز مع الکراہۃ ہوجاتی ہے، مگر مقامِ اتمام میں قصر سے نماز قطعاً ہوتی ہی نہیں،............

(۳) مذاہبِ ثلاثہ میں مقامِ قصر میں بھی اتمام جائز ہے، ان کے مطابق نماز بلاکراہت ہوگی، مگر مقامِ اتمام میں قصر سے کسی مذہب پر بھی نہیں ہوگی (احسن الفتاویٰ جلد۴ صفحہ ۹۸، باب صلاۃ المسافر)

ہوتا ہے۔ [1]

پھر جس مدتِ اقامت کا فقہی اختلافِ اقوال کے ساتھ ذکر کیا گیا، اس کے معتبر ہونے کے لئے حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک نیت کرنا ضروری ہے، یعنی اگر مسافر نے کسی غیر وطنِ اقامت والی جگہ میں مدتِ اقامت کی نیت سے قیام کیا، تب ہی وہ مقیم شمار ہوگا، اور مدتِ اقامت کی نیت کے بغیر قیام کرنے سے وہ مقیم شمار نہ ہوگا اور قصر کرے گا۔

جبکہ شافعیہ وحنابلہ کے نزدیک اگر نیت کے بغیر بھی مدتِ اقامت کے مطابق قیام کرلیا، تو وہ صرف مدتِ اقامت پائے جانے کی وجہ سے مقیم شمار ہوجائے گا اور اتمام کرے گا۔ [2]

---

[1] ثانیا :السفر:یشترط فی السفر المرخص فی الفطر ما یلی:
أ -أن یکون السفر طویلا مما تقصر فیه الصلاة قال ابن رشد :وأما المعنی المعقول من إجازة الفطر فی السفر فهو المشقة، ولما کانت لا توجد فی کل سفر، وجب أن یجوز الفطر فی السفر الذی فیه المشقة، ولما کان الصحابة کأنهم مجمعون علی الحد فی ذلک، وجب أن یقاس ذلک علی الحد فی تقصیر الصلاة
ب -أن لا یعزم المسافر الإقامة خلال سفره مدة أربعة أیام بلیالیها عند المالکیة والشافعیة، وأکثر من أربعة أیام عند الحنابلة، وهی نصف شهر أو خمسة عشر یوما عند الحنفیة(الموسوعة الفقهیة الکویتیة، ج۲۸،ص۴۷، مادة "صوم")
مسألة :قال :(وإذا نوی المسافر الإقامة فی بلد أکثر من إحدی وعشرین صلاة، أتم) المشهور عن أحمد - رحمه الله -أن المدة التی تلزم المسافر الإتمام بنیة الإقامة فیها، هی ما کان أکثر من إحدی وعشرین صلاة . رواه الأثرم، والمروذی، وغیرهما، وعنه أنه إذا نوی إقامة أربعة أیام أتم، وإن نوی دونها قصر .وهذا قول مالک، والشافعی، وأبی ثور؛ لأن الثلاث حد القلة، بدلیل قول النبی -صلی الله علیه وسلم :-یقیم المهاجر بعد قضاء منسکه ثلاثا .ولما أخلی عمر -رضی الله عنه -أهل الذمة، ضرب لمن قدم منهم تاجرا ثلاثا، فدل علی أن الثلاث فی حکم السفر، وما زاد فی حکم الإقامة .ویروی هذا القول عن عثمان -رضی الله عنه -. وقال الثوری، وأصحاب الرأی :إن أقام خمسة عشر یوما مع الیوم الذی یخرج فیه أتم، وإن نوی دون ذلک قصر(المغنی لابن قدامة، ج۲،ص۲۱۲،کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)
الذی یجوز للمسافر إذا أقام فیه فی بلد أن یقصر فاختلاف کثیر حکی فیه أبو عمر نحوا من أحد عشر قولا، إلا أن الأشهر منها هو ما علیه فقهاء الأمصار، ولهم فی ذلک ثلاثة أقوال :أحدها :مذهب مالک، والشافعی أنه إذا أزمع المسافر علی إقامة أربعة أیام أتم .والثانی :مذهب أبی حنیفة، وسفیان الثوری أنه إذا أزمع علی إقامة خمسة عشر یوما أتم.
والثالث :مذهب أحمد، وداود أنه إذا أزمع علی أکثر من أربعة أیام أتم(بدایة المجتهد، ج۱،ص۱۸۰، کتاب الصلاة،الباب الرابع فی صلاة السفر،الفصل الأول فی القصر)

[2] نیة الإقامة أمر لا بد منه عند الحنفیة، حتی لو دخل مصرا ومکث فیه شهرا أو أکثر لانتظار قافلة، أو لحاجة أخری یقول :أخرج الیوم أو غدا، ولم ینو الإقامة، فإنه لا یصیر مقیما، وذلک لإجماع الصحابة -

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

Idara Ghufran

پس اگر کوئی مسافر کسی شہر وغیرہ میں مدتِ اقامت تک قیام کی نیت نہ کرے، جو کہ حنفیہ کے نزدیک پندرہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

رضى الله عنهم -فإنه روى عن سعد بن أبى وقاص -رضى الله عنه -أنه :أقام بقرية من قرى نيسابور شهرين وكان يقصر الصلاة.

وعن ابن عمر رضى الله عنهما :-أنه أقام بأذربيجان شهرا وكان يقصر الصلاة.

وعن علقمة :أنه أقام بخوارزم سنتين وكان يقصر.

وروى عن عمران بن حصين -رضى الله عنه -أنه قال :غزوت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم وشهدت معه الفتح، فأقام بمكة ثمانى عشرة ليلة، لا يصلى إلا ركعتين، ويقول :يا أهل البلد :صلوا أربعا فإنا قوم سفر.

أما مدة الإقامة المعتبرة :فأقلها خمسة عشرة يوما؛ لما روى عن ابن عباس وابن عمر رضى الله عنهم -أنهما قالا :إذا دخلت بلدة وأنت مسافر وفى عزمك أن تقيم بها خمسة عشر يوما فأكمل الصلاة، وإن كنت لا تدرى متى تظعن فاقصر.

قال الكاسانى :وهذا باب لا يوصل إليه بالاجتهاد؛ لأنه من جملة المقادير، ولا يظن بهما التكلم جزافا، فالظاهر أنهما قالاه سماعا من رسول الله صلى الله عليه وسلم .

وعند المالكية :لا بد من النية، وأقل مدة الإقامة أربعة أيام صحاح مع وجوب عشرين صلاة فى مدة الإقامة، ولا يحتسب من الأيام يوم الدخول إن دخل بعد طلوع الفجر، ولا يوم الخروج إن خرج فى أثنائه.

ولا بد من اجتماع الأمرين :الأربعة الأيام والعشرين صلاة.

واعتبر سحنون :العشرين صلاة فقط، ثم إن نية الإقامة إما أن تكون فى ابتداء السير، وإما أن تكون فى أثنائه، فإن كانت فى ابتداء السير، وكانت المسافة بين النية وبين محل الإقامة مسافة قصر، قصر الصلاة حتى يدخل محل الإقامة بالفعل، وإلا أتم من حين النية، أما إن كانت النية فى أثناء السفر فإنه يقصر حتى يدخل محل الإقامة بالفعل، ولو كانت المسافة بينهما دون مسافة
القصر على المعتمد، ويستثنى من نية الإقامة نية العسكر بمحل خوف، فإنها لا تقطع حكم السفر.

وإذا أقام بمحل فى أثناء سفره دون أن ينوى الإقامة به، فإن إقامته به لا تمنع القصر ولو أقام مدة طويلة إلا أنه إذا علم أنه سيقيم أربعة أيام فى مكان عادة، فإن ذلك يقطع حكم السفر ولو لم ينو الإقامة؛ لأن العلم بالإقامة كالنية، بخلاف الشك فإنه لا يقطع حكم السفر .

ويقول الشافعية :لو نوى المسافر المستقل، ولو محاربا إقامة أربعة أيام تامة بلياليها، أو نوى الإقامة وأطلق بموضع عينه، انقطع سفره بوصوله ذلك الموضع سواء أكان مقصده أم فى طريقه، أو نوى بموضع وصل إليه إقامة أربعة أيام انقطع سفره بالنية مع مكثه.

ولو أقام أربعة أيام بلا نية انقطع سفره بتمامها؛ لأن الله تعالى أباح القصر بشرط الضرب فى الأرض، والمقيم والعازم على الإقامة غير ضارب فى الأرض .والسنة بينت أن ما دون الأربع لا يقطع السفر، ففى الصحيحين: يقيم المهاجر بعد قضاء نسكه ثلاثا ، وكان يحرم على المهاجرين الإقامة بمكة ومساكنة الكفار، فالترخص فى الثلاث يدل على بقاء حكم السفر، بخلاف الأربعة، وألحق بإقامة الأربعة :نية إقامتها.

ولا يحسب من الأربعة يوما دخوله وخروجه إذا دخل نهارا على الصحيح، والثانى يحسبان بالتلفيق، فلو

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

راتیں ہیں، اور پھر اتفاق سے آج کل اور آج کل کرتے کرتے مدتِ اقامت یا اس سے زیادہ کا عرصہ گزر گیا، تو وہ حنفیہ کے نزدیک مقیم شمار نہیں ہوگا، تا آنکہ اس شہر وغیرہ میں کم از کم پندرہ راتوں کے قیام کی نیت نہ کرلے۔

اور جو حضرات مدتِ اقامت پورا ہونے کے لئے اقامت کی نیت کرنے کو ضروری قرار نہیں دیتے، ان کے نزدیک نیت کے ساتھ اور نیت کے بغیر مدتِ اقامت کا پایا جانا مقیم ہونے کے لئے کافی ہے۔ [1]

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ دخل زوال السبت ليخرج زوال الأربعاء أتم، وقبله قصر، فإن دخل ليلا لم تحسب بقية الليلة ويحسب الغد.

واختار السبكى من الشافعية :أن الرخصة لا تتعلق بعدد الأيام بل بعدد الصلوات، فيترخص بإقامة مدة يصلى فيها إحدى وعشرين صلاة مكتوبة؛ لأنه المحقق من فعله صلى الله عليه وسلم حين نزل بالأبطح.

ولو أقام ببلد بنية أن يرحل إذا حصلت حاجة يتوقعها كل وقت، أو حبسه الريح بموضع فى البحر قصر ثمانية عشر يوما غير يومى الدخول والخروج؛ لأن النبى صلى الله عليه وسلم أقامها بمكة عام الفتح لحرب هوازن يقصر الصلاة.وقيل :يقصر أربعة أيام غير يومى الدخول والخروج، وفى قول :يقصر أبدا؛ لأن الظاهر أنه لو زادت حاجة النبى صلى الله عليه وسلم على الثمانية عشر لقصر فى الزائد.

ولو علم المسافر بقاء حاجته مدة طويلة فلا قصر له على المذهب؛ لأنه ساكن مطمئن بعيد عن هيئة المسافرين.

وعند الحنابلة :لو نوى إقامة أكثر من عشرين صلاة أتم لحديث جابر وابن عباس -رضى الله عنهم أن النبى صلى الله عليه وسلم قدم مكة صبيحة رابعة ذى الحجة فأقام بها الرابع والخامس والسادس والسابع، وصلى الصبح فى اليوم الثانى، ثم خرج إلى منى، وكان يقصر الصلاة فى هذه الأيام، وقد عزم على إقامتها . ولو نوى المسافر إقامة مطلقة بأن لم يحدها بزمن معين فى بلدة أتم؛ لزوال السفر المبيح للقصر بنية الإقامة، ولو شك فى نيته، هل نوى إقامة ما يمنع القصر أو لا؟ أتم؛ لأنه الأصل.

وإن أقام المسافر لقضاء حاجة يرجو نجاحها أو جهاد عدو بلا نية إقامة تقطع حكم السفر، ولا يعلم قضاء الحاجة قبل المدة ولو ظنا، أو حبس ظلما، أو حبسه مطر قصر أبدا؛ لأن النبى صلى الله عليه وسلم :أقام بتبوك عشرين يوما يقصر الصلاة.

فإن علم أو ظن أنها لا تنقضى فى أربعة أيام لزمه الإتمام، كما لو نوى إقامة أكثر من أربعة أيام .وإن نوى إقامة بشرط، كأن يقول :إن لقيت فلانا فى هذا البلد أقمت فيه وإلا فلا، فإن لم يلقه فى البلد فله حكم السفر؛ لعدم الشرط الذى علق الإقامة عليه؛ وإن لقيه به صار مقيما؛ لاستصحابه حكم نية الإقامة إن لم يكن فسخ نيته الأولى للإقامة قبل لقائه أو حال لقائه، وإن فسخ النية بعد لقائه فهو كمسافر نوى الإقامة، فليس له أن يقصر فى موضع إقامته؛ لأنه محل ثبت له فيه حكم الإقامة، فأشبه وطنه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢٧،ص ٢٨٢الى٢٨٥، مادة "صلاة المسافر")

[1] يظل للمسافر حق القصر ما لم ينو الإقامة فى بلد مدة معينة، وقد اختلف الفقهاء على رأيين فى تقدير هذه المدة .

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(4)......مدتِ اقامت کا ایک موضع میں پورا ہونا ضروری ہے

اس سلسلہ میں چوتھا اصول یا قاعدہ یہ ہے کہ مسافر کے کسی جگہ مقیم ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ اس کی مدتِ اقامت کسی ایک موضع میں پوری ہو رہی ہو، خواہ وہ موضع گاؤں ہو، یا شہر ہو۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فقال الحنفية :يصير المسافر مقيما، ويمتنع عليه القصر إذا نوى الإقامة فى بلد خمسة عشر يوما، فصاعدا، فإن نوى تلك المدة، لزمه الإتمام، وإن نوى أقل من ذلك قصر.

ودليلهم :القياس على مدة الطهر للمرأة؛ لأنهما مدتان موجبتان العودة إلى الأصل، فإن مدة الطهر توجب إعادة ما سقط بالحيض، والإقامة توجب إعادة ما سقط بالسفر، فكما قدر مدة الطهر بخمسة عشر يوما، فكذلك يقدر أدنى مدة الإقامة .وهذا التقرير مأثور عن ابن عباس وابن عمر، قالا :إذا دخلت بلدة وأنت مسافر، وفى عزمك أن تقيم بها خمسة عشر يوما، فأكمل الصلاة، وإن كنت لا تدرى متى تظعن فاقصر.

وإن كان ينتظر قضاء حاجة معينة، له القصر ولو طال الترقب سنين، فمن دخل بلدا، ولم ينو أن يقيم فيه خمسة عشر يوما، وإنما يترقب السفر، ويقول :أخرج غدا أو بعد غد مثلا، حتى بقى على ذلك سنين، صلى ركعتين أى قصر؛ لأن ابن عمر أقام بأذربيجان ستة أشهر، وكان يقصر، وروى عن جماعة من الصحابة مثل ذلك.

وإذا دخل العسكر أرض الحرب، فنووا الإقامة بها خمسة عشر يوما، أو حاصروا فيها مدينة أو حصنا، قصروا، ولم يتموا الصلاة، لعدم صحة النية؛ لأن الداخل قلق غير مستقر، فهو متردد بين أن يهزم العدو فيقر، أو يهزم من عدوه فيفر .وهذا موافق لمذهب المالكية أيضا.

وقال المالكية والشافعية :إذا نوى المسافر إقامة أربعة أيام بموضع، أتم صلاته؛ لأن الله تعالى أباح القصر بشرط الضرب فى الأرض، والمقيم والعازم على الإقامة غير ضارب فى الأرض، والسنة بينت أن ما دون الأربع لا يقطع السفر، ففى الصحيحين :يقيم المهاجر بعد قضاء نسكه ثلاثا وأقام النبى صلى الله عليه وسلم بمكة فى عمرته ثلاثا يقصر .

وقدر المالكية المدة المذكورة بعشرين صلاة فى مدة الإقامة، فإذا نقصت عن ذلك قصر.

ولم يحسب المالكية والشافعية يومى الدخول والخروج على الصحيح عند الشافعية؛ لأن فى الأول حط الأمتعة، وفى الثانى الرحيل، وهما من أشغال السفر.

وقال الحنابلة :إذا نوى أكثر من أربعة أيام أو أكثر من عشرين صلاة، أتم، لحديث جابر وابن عباس أن النبى صلى الله عليه وسلم قدم مكة صبيحة رابعة ذى الحجة، فأقام بها أما حديث الصحيحين فهو أن النبى صلى الله عليه وسلم حرم الإقامة بمكة على المهاجرين، ثم رخص لهم أن يقيموا ثلاثة أيام (المجموع ۲۴۳/۴)الرابع والخامس والسادس، وصلى الصبح فى اليوم الثامن، ثم خرج إلى منى، وكان يقصر الصلاة فى هذه الأيام، وقال أنس :أقمنا بمكة عشرا نقصر الصلاة ، قال ابن حجر فى الفتح :ولاشك أنه خرج من مكة صبح الرابع عشر، فتكون مدة الإقامة بمكة ونواحيها عشرة أيام بلياليها، كما قال أنس، وتكون مدة إقامته بمكة أربعة أيام، لا سواها، لأنه خرج منها فى اليوم الثامن، فصلى بمنى.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

پس اگر کسی مسافر کی مدتِ اقامت ایک موضع میں مکمل نہیں ہورہی، بلکہ ایک سے زیادہ مواضع میں مکمل ہورہی ہے، مثلاً حنفیہ کے نزدیک پندرہ راتوں کا عرصہ دو یا زیادہ مستقل شہروں یا دو یا زیادہ مستقل گاؤں میں قیام کرکے تو مکمل ہوتا ہے، لیکن کسی ایک شہر یا ایک گاؤں میں پندرہ راتوں کے قیام کا عرصہ مکمل نہیں ہوتا، تو وہ شخص مقیم نہیں سمجھا جائے گا، بلکہ مسافر شمار ہوگا۔ [1]

چنانچہ شرح النقایۃ میں ہے:

وإنما قيد البلدة أو القرية بكونها واحدة، لأن نية الإقامة فى بلدتين أو قريتين أو بلدة وقرية لا تصح(شرح النقاية، ج ا،ص ۱۷۴، كتاب الصلاة)

اور ردالمحتار میں ہے کہ:

(قوله أو نوى فيه) أى فى صالح لها (قوله بموضعين مستقلين) لا فرق بين المصرين والقريتين والمصر والقرية بحر (رد المحتار على الدر المختار، ج۲،ص ۱۲۶، كتاب الصلاة،باب صلاة المسافر)

اور درر الحکام میں ہے کہ:

فأما إذا تبع أحدهما الآخر بأن كانت القرية قريبة من المصر بحيث تجب الجمعة على ساكنها فإنه يصير مقيما بنية الإقامة

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ويحسب من المدة عند الحنابلة يوم الدخول والخروج.

فإن كان ينتظر قضاء حاجة يتوقعها كل وقت أو يرجو نجاحها أو جهاد عدو أو على أهبة السفر يوما فيوما، جاز له القصر عند المالكية والحنابلة، مهما طالت المدة، ما لم ينو الإقامة، كما قرر الحنفية.

وقال الشافعية :له القصر ثمانية عشر يوما غير يومى الدخول والخروج؛ لأنه صلى الله عليه وسلم أقامها بمكة عام الفتح لحرب هوازن، يقصر الصلاة (الفقه الاسلامى و ادلتهٔ للزحيلى، ج۲، ص ۱۳۴۷ الى ۱۳۴۹، القسم الاول، الباب التاسع،القسم الثانى)

[1] صرح الحنفية بأن المدة التى يقيمها المسافر ويصير بها مقيما، يشترط فيها أن تقضى فى مكان واحد أو ما يشبه المكان الواحد؛ لأن الإقامة قرار والانتقال يضاده.

فإذا نوى المسافر الإقامة المدة القاطعة للسفر فى موضعين، فإن كانا مصرا واحدا أو قرية واحدة صار مقيما؛ لأنهما متحدان حكما، وإن كانا مصرين نحو مكة ومنى، أو الكوفة والحيرة، أو إن كانا قريتين، أو أحدهما مصرا والآخر قرية فلا يصير مقيما، ولا تزول حالة السفر؛ لأنهما مكانان متباينان حقيقة وحكما .فإن نوى المسافر أن يقيم بالليالى فى أحد الموضعين ويخرج بالنهار إلى الموضع الآخر، فإن دخل أولا الموضع الذى نوى المقام فيه بالليل يصير مقيما، ثم بالخروج إلى الموضع الآخر لا يصير مسافرا؛ لأن موضع إقامة الرجل حيث يبيت فيه(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷،ص ۲۸۵، مادة "صلاة المسافر")

فیهما فیتم بدخول أحدهما؛ لأنهما فی الحکم کموضع واحد (درر الحکام شرح غرر الأحکام، ج ۱، ص ۱۳۳، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ المسافر)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ نیتِ اقامت یا مدتِ اقامت کا دو مستقل شہروں یا دو مستقل گاؤں یا ایک مستقل شہر اور ایک مستقل گاؤں وغیرہ میں ہونا معتبر نہیں، بلکہ ایک گاؤں یا ایک شہر میں ہونا معتبر ہے۔

اور مذکورہ عبارات میں دو شہر اور دو گاؤں کے الفاظ عام ہیں، خواہ وہ دو شہر یا دو گاؤں ایک دوسرے سے متصل ہوں، یا منفصل ہوں، دونوں صورتوں کو یہ الفاظ شامل ہیں۔

البتہ یہ ضروری ہے کہ وہ دونوں مستقل مواضع ہوں، اس اعتبار سے کہ دونوں مستقل شہر ہوں، یا دونوں مستقل گاؤں ہوں، یا ایک مستقل شہر اور دوسرا مستقل گاؤں ہو۔

اور اگر وہ دونوں مواضع مستقل نہ ہوں، بلکہ ان میں سے ایک دوسرے کے تابع اور اس کا جز ہو، تو پھر وہ متحد شمار ہوں گے، اور اس اتحاد وعدمِ اتحاد کا مدار بنیادی طور پر عرف پر ہے، جیسا کہ آگے قاعدہ نمبر 6 کے ذیل آتا ہے۔

(5)......مسافر کے اپنے وطن میں دخول پر مقیم ہوجانے کا حکم

اس سلسلہ میں پانچواں اصول یا قاعدہ یہ ہے کہ اگر کوئی مسافر ہو، اور وہ سفر کے دوران اپنے وطن کی حدود سے گزرے، تو وہ مقیم ہوجاتا ہے۔

پس اگر کوئی شخص اس طرح سفر کرتا ہے کہ وہ اپنے وطن کی حدود سے نکلنے کے بعد مدتِ مسافت سے پہلے دوبارہ اپنے وطن کی حدود میں داخل ہوجائے گا، تو وہ شخص اس وقت تک مسافر شمار نہیں ہوگا، جب تک اپنے وطن کی حدود سے نہ نکل جائے، اور وہاں سے اس کی مدتِ مسافت بن رہی ہو۔ [1]

---

[1] خلاصة آراء المذاهب فی الحالات التی یمتنع فیها القصر ویصبح المسافر فیها فی حکم المقیم:
الحنفیة یمتنع القصر بنیة الإقامة نصف شهر ببلد أو قریة واحدة، لا ببلدتین لم یعین المبیت بإحداهما، وبالعودة إلی وطنه (محل إقامته الدائمة)، إن قطع مسافة القصر عن بلده، وباقتداء المسافر بالمقیم، وبعدم الاستقلال بالرأی، وبعدم قصد جهة معینة.
المالکیة یقطع القصر أحد أمور خمسة:
الأول ــ دخول بلده الراجع هو إلیه، سواء أکانت وطنه أم لا، وإن لم ینو إقامة أربعة أیام إلا مقیما ببلد إقامة مؤقتة ترکه ناویا السفر، ثم عاد إلیه، فله القصر.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

(6)......مبدءِ قصر وسفر اپنے شہر وغیرہ سے خروج پر ہے

اس سلسلہ میں چھٹا اصول یا قاعدہ یہ ہے کہ جمہور فقہائے کرام کے نزدیک شرعی سفر اور اس پر مرتب ہونے والے حکمِ قصر کا آغاز یا بالفاظِ دیگر مبدءِ قصر و مبدءِ سفر اپنے موضع اقامت کی آبادی سے خروج پر ہو جاتا ہے، خواہ موضع اقامت کوئی گاؤں ہو یا شہر ہو۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

والمراد ببلده الذى سافر منه :هو وطنه أو محل زوجته الكائن فى أثناء المسافة .وإنما كان دخول البلد قاطعا للقصر؛ لأن دخول البلد مظنة للإقامة، فإذا كفت نية الإقامة فى قطع القصر، ففعل الإقامة أولى.

الثانى ـ الرجوع إلى وطنه أو محل زوجته المدخول بها قبل أن يقطع مسافة القصر، ومجرد الأخذ فى الرجوع يقطع حكم السفر.

الثالث ـ دخول وطنه أثناء المرور عليه، بأن كان بمحل آخر غير وطنه، وسافر منه إلى بلد آخر.

الرابع ـ نية الإقامة أربعة أيام صحاح تستلزم عشرين صلاة، أو العلم مسبقا بإقامة الأربعة الأيام عادة فى محل، اعتادت القافلة أن تقيم فيه.

الخامس ـ دخول مكان زوجة دخل بها فقط؛ لأنه فى حكم الوطن .أما دخول مكان الأقارب كأم أو أب، فلا يقطع السفر ولا يمنع القصر.

الشافعية: يمتنع القصر بنية الإقامة أربعة أيام صحيحة، وبالعودة لوطنه (محل الإقامة الدائمة)، وباقتداء المسافر بالمقيم أو بمشكوك السفر، وبعدم قصد جهة معينة، وبعدم الاستقلال بالرأى دون مسافة القصر، وبسفر المعصية، وبانقطاع السفر أثناء الصلاة، وبعدم نية القصر أثناء الإحرام.

الحنابلة : يمنع القصر ويجب الإتمام فى إحدى وعشرين صورة:

الأولى ـ مرور المسافر بوطنه ولو لم يكن له حاجة سوى المرور عليه.

الثانية ـ المرور ببلد له فيه امرأة، ولو لم يكن وطنه.

الثالثة ـ المرور ببلد تزوج فيه، وقد سبق ذكر هذه الحالات قريبا.

الرابعة ـ إن أحرم مقيما فى حضر، ثم سافر.

الخامسة ـ إن دخل عليه وقت صلاة فى الحضر، ثم سافر.

السادسة ـ إن أحرم بالصلاة الرباعية فى سفر، ثم أقام، كراكب سفينة وصلت إلى وطنه أثناء الصلاة، تغليبا لحكم الحضر.

السابعة والثامنة ـ إن ذكر صلاة حضر فى سفر، أوعكسه :أى صلاة سفر فى حضر، لزمه أن يتم؛ لأنه الأصل، فغلب حكم الحضر.

التاسعة والعاشرة ـ ائتم بمقيم أو بمن يلزمه الإتمام.

الحادية عشرة ـ ائتم بمن يشك فى كونه مسافرا، أو بمن يغلب على ظنه أنه مقيم، ولو بان بعدئذ كونه مسافرا، لعدم الجزم بكونه مسافرا عند الإحرام.

الثانية عشرة ـ أحرم بصلاة يلزمه إتمامها، ففسدت وأعادها :كمن يقتدى بمقيم فيحدث فى أثناء الصلاة،

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

کیونکہ موضع کبھی بڑی آبادی ہوتی ہے، اور کبھی چھوٹی آبادی، بلکہ کبھی انشائے سفر کسی اور غیر آبادی والی جگہ سے بھی ہوتا ہے، اس صورت میں اس کا مبدءِ قصر وہی مخصوص جگہ شمار ہوگی۔ ؎

پس اگر کسی کا موضعِ اقامت کوئی گاؤں ہے، تو اس کے اسی گاؤں کی آبادی سے خروج پر، اور اگر کسی کا موضع اقامت شہر ہے، تو اس کے اسی شہر کی آبادی سے خروج پر قصر کا حکم شروع ہو جائے گا۔

جمہور فقہائے کرام کا اس پر اتفاق واجماع ہے۔

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

فيلزمه إعادتها تامة؛ لأنها وجبت عليه أولا تامة، فلا يجوز أن تعاد مقصورة.

الثالثة عشرة ۔ إن لم ينو القصر عند دخوله الصلاة أى عند إحرامه، فيلزمه أن يتم؛ لأنه الأصل، وإطلاق النية ينصرف إليه.

الرابعة عشرة ۔ إن شك فى الصلاة :هل نوى القصر أم لا، ولو تذكر بعدئذ فى أثناء الصلاة، لزمه أن يتم، لوجود ما أوجب الإتمام فى بعضها، فغلب؛ لأنه الأصل.

الخامسة عشرة ۔ إن تعمد ترك صلاة أو بعضها فى سفر، بأن أخرها بلا عذر، حتى خرج وقتها، فيلزمه أن يتم، قياسا على السفر المحرم، لأنه صار عاصيا بتأخيرها متعمدا من غير عذر.

السادسة عشرة ۔ العزم على قلب السفر لمعصية كقطع الطريق، ونية الرجوع فى مكان بينه وبين موطنه دون مسافة القصر.

السابعة عشرة ۔ إن تاب فى الصلاة من سفر المعصية، لزمه أن يتم، وكذلك يتم إن قصر معتقدا تحريم القصر، ولو أنه مخطء فى اعتقاده.

الثامنة عشرة ۔ إن نوى المسافر فى الصلاة الإتمام، بعد أن نوى القصر، أتم وجوبا؛ لأنه رجع إلى الأصل.

التاسعة عشرة ۔ إن نوى إقامة مطلقة :بأن لم يحدها بزمن، فى بلد، ولو فى دار حرب، أو فى بادية لا يقام فيها، لزوال السفر المبيح للقصر بنية الإقامة.

العشرون ۔ إن نوى إقامة أكثر من عشرين صلاة، أتم.

الحادية والعشرون ۔ إن شك فى نيته :هل نوى إقامة ما يمنع القصر أم لا، أتم؛ لأن الإتمام هو الأصل، فلا ينتقل عنه مع الشك فى مبيح الرخصة (الفقه الاسلامى و ادلته، ج۲، ص ۱۳۶۷ الى ۱۳۷۰، القسم الاول، الباب التاسع،القسم الثانى)

؎ (قوله :لقيط بلدة) اعلم أن العمارة إن قلت فقرية أو كثرت فبلد أو عظمت فمدينة وقيل غير ذلك كما ذكره الفقهاء فى الجمعة وهو أن البلد ما فيه حاكم شرعى أو شرطى أو أسواق معاملة وإن جمعت الكل فمصر ومدينة أو خلت عن الكل فقرية .اهـ .ق ل على الجلال(حاشية الشربينى على الغرر البهية فى شرح البهجة الوردية، ج۳ص۴۰۸، باب اللقطة واللقيط، اركان اللقيط)

قوله :(والبلدى إلخ) حاصله أن العمارة إن قلت فقرية، أو كثرت فبلد أو عظمت فمدينة، وقيل غير ذلك كما ذكره الفقهاء فى الجمعة وهو أن البلد ما فيه حاكم شرعى أو شرطى أو أسواق للمعاملة، وإن جمعت الكل فمصر ومدينة وإن خلت عن الكل فقرية وعلم من كلامه أن البلدى أخص من الحضرى(حاشية قليوبى على منهاج الطالبين، ج۳ص ۱۲۶، كتاب اللقيط)

چنانچہ ابنِ منذر فرماتے ہیں:

أجمع أهل العلم من كل من نحفظ عنه على أن الذى يريد السفر أن يقصر الصلاة إذا خرج عن جميع بيوت القرية التى منها يخرج.

واختلفوا فى تقصير الصلاة قبل الخروج عن البيوت، فكان مالك، والأوزاعى، والشافعى، وأحمد، وإسحاق، وأبو ثور، يقولون :يقصر إذا خرج من بيوت القرية، وروينا معنى هذا القول عن جماعة من التابعين.

وقد روينا عن الحارث بن أبى ربيعة :أنه أراد سفراً فصلى بهم ركعتين فى منزله وفيهم الأسود بن يزيد، وغير واحد من أصحاب عبد الله.

وقد روينا معنى هذا القول عن عطاء بن أبى رباح، وسليمان بن موسى.

وقد روينا عن مجاهد قولاً ثالثاً :لا نعلم أحداً وافقه عليه قال :إذا خرجت مسافراً فلا تقصر الصلاة يوماً حتى الليل.

قال أبو بكر :بالقول الأول أقول (الاشراف علىٰ مذاهب العلماء، ج۲ص ۲۰۴،۲۰۵، كتاب صلاة المسافر، باب وقت ابتداء القصر إذا أراد السفر)

مذکورہ عبارت میں یہ جو فرمایا گیا کہ:

”يقصر الصلاة إذا خرج عن جميع بيوت القرية التى منها يخرج“

اس سے معلوم ہوا کہ جس قریہ سے خروج اختیار کیا جارہا ہے، اسی قریہ کی عمارات یعنی اس کی آبادی سے خروج پر قصر کا آغاز ہوگا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر اس کے خروج والے قریہ کی عمارات یا آبادی تو ختم ہوچکی ہے، لیکن کسی دوسرے قریہ کی آبادی موجود ہے، تو وہ مبدأ قصر کے لئے مانع نہیں ہوگی، کیونکہ دوسرے قریہ کی آبادی ”التى منها يخرج“ سے خارج ہے۔

اور مذکورہ عبارت میں قریہ کا لفظ شہر کو بھی شامل ہے۔

چنانچہ موسوعۃ الاجماع میں ہے:

اجمعوا علىٰ ان ابتداء قصر الصلاة يجوز من حين يفارق المسافر بنيان بلده اوخيام قومهٖ ان كان من اهل الخيام وفى رواية ضعيفة عن مالك انهٗ

لایقصر حتی یجاوز ثلاثة امیال (موسوعة الاجماع فی الفقه الاسلامی، جلد۲ صفحة ۶۲۰، للسعدی ابی الجیب . مطبوعة: دار الفکر دمشق)

اس عبارت میں جو یہ فرمایا گیا کہ:

"ابتداء قصر الصلاة یجوز من حین یفارق المسافر بنیان بلده"

اس سے بھی معلوم ہوا کہ اپنے شہر کی آبادی سے مفارقت ہی دراصل مبدأ قصر ہے۔

پس اگر اپنے شہر کی آبادی سے مفارقت ہو چکی ہے، لیکن اپنے شہر کے علاوہ کسی دوسرے متصل یا غیر متصل مگر اپنی ذات میں مستقل شہر کی آبادی سے مفارقت نہیں ہوئی، تو بھی مبدأ قصر متحقق ہو جائے گا، کیونکہ اپنے شہر کی آبادی سے مفارقت اس صورت میں بھی پائی جا رہی ہے۔

اور المغنی لابنِ قدامہ میں ہے:

مسألة؛ قال :(إذا جاوز بیوت قریته) . وجملته أنه لیس لمن نوی السفر القصر حتی یخرج من بیوت قریته، ویجعلها وراء ظهره .وبهذا قال مالک، والشافعی، والأوزاعی، وإسحاق، وأبو ثور، وحکی ذلک عن جماعة من التابعین (المغنی لابنِ قدامة الحنبلی ، ج۲ ص ۱۹۱،۱۹۲، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

مذکورہ عبارت میں جو یہ فرمایا گیا کہ:

" لیس لمن نوی السفر القصر حتی یخرج من بیوت قریته"

اس سے معلوم ہوا کہ قصر کے لئے اپنے قریہ وموضع کی عمارات وآبادی سے خروج ضروری ہے، پس جو عمارات یا آبادی اپنے قریہ کی نہ ہو، اس سے خروج ضروری نہیں۔

اور امام نووی، صحیح مسلم کی شرح میں فرماتے ہیں:

وأما ابتداء القصر فیجوز من حین یفارق بنیان بلده أو خیام قومه إن کان من أهل الخیام هذا جملة القول فیه وتفصیله مشهور فی کتب الفقه هذا مذهبنا ومذهب العلماء کافة إلا روایة ضعیفة عن مالک أنه لا یقصر حتی یجاوز ثلاثة أمیال وحکی عن عطاء وجماعة من أصحاب بن مسعود أنه إذا أراد

السفر قصر قبل خروجه وعن مجاهد أنه لا يقصر في يوم خروجه حتى يدخل الليل وهذه الروايات كلها منابذة للسنة وإجماع السلف والخلف .... والأحاديث المطلقة مع ظاهر القرآن متعاضدات على جواز القصر من حين يخرج من البلد فإنه حينئذ يسمى مسافرا، والله اعلم (شرح النووی علیٰ مسلم، ج۵ص ۲۰۰، ۲۰۱، کتاب صلاة المسافرين وقصرها)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ مسافر ہونے کے لئے اپنے شہر کی آبادی سے اور اگر رہائش آبادی سے باہر عارضی خیمہ بستی میں ہو، تو اس کی اپنی خیمہ بستی وغیرہ سے خروج کا اعتبار ہے، اور''بنیان بلدہ''اور اسی طرح ''خیام قومہ'' کے الفاظ سے معلوم ہوا کہ ''بنیان غیر بلدہ''اور''خیام غیر قومہ'' سے خروج ضروری نہیں۔

اور شرح السیر الکبیر میں ہے:

صار مسافرا حين فارق عمران مصره على قصد السفر.

وإن كان من عزمه أن يرجع إلى منزله ساعة من نهار ليقضي حاجته فإنه يتم الصلاة .لان عزمه على الرجوع إلى وطنه الاصلي إذا كان هو في فنائها بمنزلة مقامه في جوفها، فيتم الصلاة حتى يخرج من المدينة راجعا إلى العسكر .وهو لا يريد الرجعة إلى أهله حتى يغزو، فإذا جعلها خلف ظهره قصر الصلاة لانه صار مسافرا بهذا الخروج (شرح السیر الکبیر، للسرخسی، ج ۱، ص ۲۴۲)

اس عبارت میں جو یہ فرمایا گیا کہ:

"صار مسافرا حين فارق عمران مصره"

اس سے معلوم ہوا کہ مسافر بننے کے لئے مسافر کے شہر کی عمارات وآبادی سے مفارقت ضروری ہے، اور جو عمارات وآبادی اس کے شہر کی نہ ہوں، بلکہ کسی دوسرے مستقل شہر کی ہوں، خواہ اس کے شہر کی عمارات سے متصل ہوں یا منفصل ہوں، ان سے مفارقت ضروری نہیں، الّا یہ کہ وہ عمارات اس شہر کا جز یعنی محلّہ ہوں۔

اور فتاویٰ قاضیخان میں ہے:

إذا جاوز المقيم عمران مصره قاصداً مسير ثلاثة أيام ولياليها بسير الإبل أو مشى الأقدام يلزمه قصر الصلاة ويرخص له ترك الصيام أما شرط مجاوزة العمران لأن السفر فعل فلا يوجد بمجرد النية فيشترط قران النية بأدنى فعل بخلاف ما إذا نوى الإقامة حيث يصير مقيماً بمجرد النية لأن الإقامة ترك الفعل وترك الفعل لا يحتاج إلى الفعل(فتاوى قاضى خان، ج ١،ص ١٣٣، كتاب الصلاة،باب صلاة المسافر)

اس عبارت میں بھی اپنے شہر کی آبادی سے تجاوز کو قصر کے لئے معتبر قرار دیا گیا ہے، لہٰذا جو آبادی اپنے شہر کی نہ ہو، بلکہ دوسرے شہر کی ہو، خواہ وہ اس کے شہر سے متصل ہو یا منفصل ہو، مسافر ہونے کے لئے اس سے خروج ضروری نہیں۔

بدائع الصنائع میں ہے:

وقد ذكرنا تفسير خروجه من بلده وهو أن يجعل بيوت بلده خلف ظهره (بدائع الصنائع ج٣،ص ٤٣، كتاب الأيمان،فصل فى الحلف على الخروج من إقامته)

مذکورہ عبارت میں بھی خروج کی تفسیر ''خروج من بلده الخ '' کے الفاظ کے ساتھ اپنے شہر سے خروج کے ساتھ اور اس کی مزید وضاحت اپنے شہر کے گھروں یا عمارات کو اپنے پیچھے کر دینے کے ساتھ کی گئی ہے، جس کا مطلب بھی وہی ہے کہ جب اپنے بلد وشہر کی آبادی وعمارات پیچھے ہوگئیں، تو کسی دوسرے مستقل شہر کی عمارات وآبادی کا آگے ہونا، اس خروج کے لئے مانع نہیں۔ [1]

---

[1] اور جن عبارات میں مصر کی صریح اضافت ونسبت مسافر یا انشائے سفر کرنے والے کی طرف مذکور نہیں، ان عبارات میں بھی یہ اضافت ونسبت ملحوظ رکھی جائے گی۔

چنانچہ بدائع الصنائع میں ہی ہے:

فإذا نوى السفر وخرج من العمران حتى صار مسافرا تجب عليه صلاة المسافرين(بدائع الصنائع ج ١ ص ٩٥، كتاب الصلاة،فصل بيان ما يصير به المقيم مسافرا)

اس طرح کی عبارات میں ''العمران'' سے مراد اسی شہر یا بلد یا گاؤں وغیرہ کی آبادی مراد ہے، جس سے خروج اختیار کیا جا رہا ہے، گویا کہ اصل عبارت ''عمران مصره'' ہے، کیونکہ ''العمران'' میں ''الف لام'' عہدِ خارجی کا بنتا ہے، جس کا مصداق خارج میں متعین ہوتا ہے، اور ظاہر ہے وہ مسافر کا اپنا موضع، مصر، بلد وغیرہ ہے، مثل ''فعصیٰ فرعون الرسول'' کے، کہ اس میں رسول کی تعیین

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

شرح النقایۃ میں ہے:

(المسافر) الشرعی الذی یلزمه القصر، ویباح له الفطر، ویجوز له المسح ثلاثة أیام ولیالیها علی الخف، وسقط عنه الجمعة، والعیدان والأضحیة (من فارق بیوت بلده) أی البلد الذی هو فیها (شرح النقایة،لعلی بن سلطان محمد القاری الحنفی، ج ۱،ص ۴۶۶، کتاب الصلاة)

اورکشاف اصطلاحات الفنون میں ہے:

فالمسافر من فارق وخرج من بیوت بلده وعماراته أی عن سوره وحده قاصدا مسافة ثلاثة أیام ولیالیها بسیر وسط (کشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، لمحمد بن علی الفاروقی الحنفی التهانوی، ج ۱ ص ۹۵۷، حرف السین)

ان عبارات میں بھی اپنے شہر کے بیوت وآبادی اورعمارات سے مفارقت کومسافر بننے کے لئے ضروری قراردیا گیاہے،اور جو بیوت وآبادی یا عمارات اپنے شہر کی نہ ہوں، بلکہ دوسرے شہر کی ہوں، وہ اس حکم سے خارج ہوگئیں۔

الدرالمنتقیٰ میں ہے:

وهو لغة قطع المسافة وشرعاً قطع مسافة تتغیربه الاحکام (من جاوزبیوت مصره) (الدرالمنتقی شرح الملتقی، مشموله مجمع الانهر ج ۱ ص ۲۳۷،۲۳۸)

اس عبارت میں بھی اپنے شہر کے گھروں سے تجاوز کی قید لگی ہوئی ہے۔

اورخلاصۃ الفتاویٰ میں ہے:

وفی الجامع الصغیر : اذا جاوز المقیم عمران مصره قاصداً مسیرة ثلاثة ایام ولیالیها (خلاصة الفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۷، کتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ''الرسول'' کا ''الف لام'' ہے،اسی طرح جس آبادی سے مسافرخروج اختیار کررہاہے،اوروہ آبادی اس مسافر کے شہر سے الگ یا مستقل شمار ہوتی ہو،خواہ اس سے متصل کیوں نہ ہو، وہ اس سے خارج ہے۔

پس اس طرح کی عبارات سے مطلق آبادی سے خروج کولازم سمجھنے کا شبہ نہیں ہونا چاہئے،جبکہ وہ آبادی اپنے شہر کے بجائے دوسرے متصل مگر مستقل شہر کی ہو، کیونکہ وہ آبادی ''العمران'' یعنی ''عمران مصرہ'' میں داخل نہیں، بلکہ ''عمران غیر مصرہ'' میں داخل ہے۔

محمد رضوان

اس عبارت سے بھی معلوم ہوا کہ مقیم شخص جب اپنے شہر کی (جس میں وہ مقیم تھا) آبادی سے نکلے، تو مسافر ہوجاتا ہے، اور جو آبادی اس کے مقیم ہونے والے شہر کے علاوہ کسی اور شہر کی ہو، وہ اس حکم سے خارج ہو گئیں۔

البحرالرائق میں ہے:

(قوله من جاوز بيوت مصره مريدا سيرا وسطا ثلاثة أيام فى بر أو بحر أو جبل قصر الفرض الرباعى) بيان للموضع الذى يبتدأ فيه القصر (البحرالرائق، ج۲ ص۱۳۸، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

اور شرح العینی علی الکنز میں ہے:

(من جاوز بيوت مصره)من الجانب الذى خرج منه وان كان بحذائه من جانب آخر بناء حال كونه (مريداسيراوسطا)(شرح العينى على الكنزج ۱ ص۹۳، كتاب الصلاة،مطبوعة: ادارة القرآن كراچى)

اور تبیین الحقائق میں ہے:

(من جاوز بيوت مصره مريدا سيرا وسطا ثلاثة أيام) أى قدره مسيرة ثلاثة أيام لا حقيقة السير فيها حتى لو قطعه فى يوم واحد قصر (تبيين الحقائق، ج ۱ ص ۲۰۹، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

مذکورہ عبارات سے بھی معلوم ہوا کہ مسافر ہونے کے لئے اپنے شہر کی آبادی سے تجاوز ضروری ہے، اور جو آبادی یا جو عمارات یا مکانات اس کے شہر کے نہ ہوں، بلکہ دوسرے شہر کے ہوں، ان سے تجاوز ضروری نہیں، قطع نظر اس سے کہ وہ اس کے شہر سے متصل ہوں یا منفصل ہوں۔

حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی میں ہے:

"والسفر فى اللغة قطع المسافة "التعبير بالمسافة يشعر بالامتداد فهو بمعنى قول السعد فى التلويح هو فى اللغة الخروج المديد وشرعا خروج من عمران الوطن مع قصد سير مسافة مخصوصة اهـ (حاشية الطحطاوى على المراقى، ص ۴۱۹، كتاب الصلاة،باب صلاة المسافر)

اس عبارت میں بھی اپنے وطن کی آبادی سے خروج کو سفرِ شرعی کی تعریف میں بیان کیا گیا ہے،اور وطن کبھی کوئی شہر ہوتا ہے،اور کبھی کوئی گاؤں،اور وطن کی آبادی سے غیر وطن کی آبادی خارج ہوگئی،خواہ وہ غیرِ وطن کوئی شہر ہو یا گاؤں اور خواہ وہ وطن اس کے وطن سے متصل ہو یا منفصل ہو،مگر یہ شرط ہے کہ وہ اپنی ذات میں مستقل ہو،جس کی مزید تفصیل آگے آتی ہے۔

''الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ''میں ہے:

السفر لغة :قطع المسافة، وخلاف الحضر (أى الإقامة) ، والجمع :أسفار، ورجل سفر، وقوم سفر :ذوو سفر.

والفقهاء يقصدون بالسفر :السفر الذى تتغير به الأحكام الشرعية وهو :أن يخرج الإنسان من وطنه قاصدا مكانا يستغرق المسير إليه مسافة مقدرة عندهم(الموسوعة الفقهية الكويتية، ج۲۷ص ۲۶۶، مادة ''صلاة المسافر'')

اور کشاف اصطلاحات الفنون میں ہے:

الخروج عن عمرانات الوطن على قصد سير تلك المسافة (كشاف اصطلاحات الفنون والعلوم، لمحمد بن على الفاروقى الحنفى التهانوى، ج ا ص۹۵۷، حرف السين)

ان عبارات میں بھی اپنے وطن کی عمارت سے خروج کو سفرِ شرعی کی تعریف میں ذکر کیا گیا ہے،اور وطن کی وضاحت پہلے کی جاچکی ہے۔

خلاصہ یہ کہ مبدءِ قصر متحقق ہونے کے لئے مسافر کے انشائے سفر والے موضع کی آبادی سے خروج ضروری ہے،خواہ وہ انشائے سفر والا موضع کوئی شہر ہو، یا گاؤں ہو، کیونکہ اصل مدار موضعِ اقامت سے خروج پر ہے، اور انشائے سفر کبھی شہر سے ہوتا ہے،کبھی گاؤں سے ہوتا ہے،اور کبھی کسی اور جگہ سے، جہاں کہ آبادی نہیں ہوتی، مثلاً کسی کھیت یا باغ سے، ایسی صورت میں مطلق آبادی سے خروج ضروری نہ ہوگا، بلکہ اس غیر آبادی والے مخصوص موضع سے ہی خروج ضروری ہوگا۔

چنانچہ درر الحکام میں ہے:

(هو من جاوز بيوت مقامه) أى موضع إقامته أعم من البلد والقرية فإن

الخارج من قريته للسفر مسافر أيضا فهذه العبارة أحسن من قولهم بيوت بلده جمع البيوت إذ لو بقي أمامه بيت لا يكون مسافرا (قاصدا قطع مسافة) فمن جاوز ولم يقصد أو قصد ولم يجاوز لم يكن مسافرا (درر الحكام شرح غرر الاحكام، ج ١ ص ١٣٢، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

اورشرح منیہ میں ہے:

من فارق بيوت موضع هو فيه من مصراوقرية ناوياً الذهاب الى موضع بينه وبين ذلك الموضع المسافة المذكورة صار مسافرافلا يصير مسافرا قبل ان يفارق عمران ماخرج منه من الجانب الذى خرج منه (غنية المستملى ص ٥٣٦،فصل فى صلاة المسافر)

اورالدرالمختار میں ہے:

(من خرج من عمارة موضع إقامته) من جانب خروجه وإن لم يجاوز من الجانب الآخر (الدرالمختار مع رد المحتار، ج٢ص ١٢٢، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

اوررد المحتار میں ہے:

(قوله من خرج من عمارة موضع إقامته) أراد بالعمارة ما يشمل بيوت الأخبية لأن بها عمارة موضعها.

قال فى الإمداد :فيشترط مفارقتها ولو متفرقة وإن نزلوا على ماء أو محتطب يعتبر مفارقته كذا فى مجمع الروايات، ولعله ما لم يكن محتطبا واسعا جدا اهـ وكذا ما لم يكن الماء نهرا بعيد المنبع (الدرالمختار مع رد المحتار، ج٢ص ١٢١، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

مذکورہ عبارات سے معلوم ہوا کہ مسافر ہونے کے لئے انشائے سفر کرنے والے کے اپنے موضع سے خروج ضروری ہے۔

پھروہ موضع اگرکوئی شہر ہے،تو اس شہر سے خروج ضروری ہے،اوراگرکوئی قصبہ ہے،تو اس قصبہ سے خروج

ضروری ہے، اور اگر کوئی گاؤں ہے، تو اس گاؤں سے خروج ضروری ہے، اور ان مقامات سے خروج اس وقت متحقق ہوتا ہے، جب ان کی آبادی سے خروج ہو۔

اور اگر کوئی عارضی آبادی مثلاً خیمہ بستی ہے، تو وہاں سے انشائے سفر کرنے والے کے لئے اس سے خروج ضروری ہے، اور خیمہ بستیاں اگر متعدد ہیں، تو جو خیمہ بستی عرف میں اپنی قوم یا اپنے حلقہ ومکتب کی خیمہ بستی شمار ہوتی ہے، اس سے خروج ضروری ہوگا۔

اور اگر کھلی جگہ مثلاً کھیت یا باغ سے انشائے سفر کرتا ہے، تو اس کھیت یا باغ وغیرہ سے خروج ضروری ہے۔

اور مذکورہ تفصیل سے اصولی انداز میں وضاحت کے ساتھ یہ بات بھی معلوم ہوگئی کہ اگر کوئی مستقل شہر ہے، اور اس کے ساتھ متصل کوئی دوسرا مستقل شہر واقع ہے، تو جس شہر سے کوئی مسافر انشائے سفر کرے گا، صرف اسی شہر کی آبادی سے خروج ضروری ہوگا، اس سے متصل دوسرے شہر کی آبادی سے خروج ضروری نہ ہوگا، اور جب دوسرے شہر کی آبادی سے خروج ضروری نہ ہوگا، تو دوسرے متصل ومستقل شہر کی آبادی اس کے مبدءِ سفر وقصر یعنی شرعی سفر اور قصر کا حکم شروع ہونے کے لئے مانع نہیں ہوگی۔

چنانچہ شرح النقایۃ میں ہے :

وإنما قيد البلدة أو القرية بكونها واحدة، لأن نية الإقامة في بلدتين أو قريتين أو بلدة وقرية لا تصح(شرح النقاية، ج ۱، ص ۱۷۴، كتاب الصلاة)

اس عبارت میں دو شہر اور دو قریوں کے الفاظ عام ہیں، خواہ وہ دو شہر یا دو قریے ایک دوسرے سے متصل ہوں، یا منفصل ہوں، دونوں صورتوں کو یہ الفاظ شامل ہیں۔

لیکن یہ شرط ہے کہ وہ دونوں مستقل مواضع شمار ہوتے ہوں، اس اعتبار سے کہ دونوں مستقل شہر ہوں، یا دونوں مستقل گاؤں ہوں، یا ایک مستقل شہر اور دوسرا مستقل گاؤں ہو، تو وہ دونوں ایک دوسرے سے مختلف سمجھے جائیں گے۔

چنانچہ رد المحتار میں ہے کہ:

(قوله أو نوى فيه) أى فى صالح لها (قوله بموضعين مستقلين) لا فرق بين المصرين والقريتين والمصر والقرية بحر (رد المحتار على الدر المختار، ج ۲، ص ۱۲۶، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

اس عبارت میں ''موضعین'' کے ساتھ ''مستقلین'' کی قید سے واضح ہوگیا کہ اصل مدار اس پر ہے وہ دونوں مواضع اپنی ذات میں مستقل ہوں۔

پھر اس کے بعد''لا فرق بین المصرین والقریتین والمصر والقریة'' کے الفاظ سے واضح ہوگیا کہ ''موضعین'' کا لفظ دوشہروں کو بھی شامل ہے، اور دو گاؤں کو بھی شامل ہے، اور ایک شہر اور دوسرے گاؤں کو بھی شامل ہے، اور''موضعین مستقلین'' کے الفاظ ان سب کو شامل ہیں۔

اور اگر وہ دونوں مستقل موضع نہ ہوں، بلکہ متحد ہوں، بایں طور کہ ان میں سے ایک دوسرے کے تابع مثلاً ایک موضع کسی شہر کا جز و محلّہ وغیرہ ہو، تو پھر دونوں کو اتحاد کا حکم حاصل ہوگا۔

چنانچہ تبیین الحقائق میں ہے:

هذا إذا كان كل واحد من الموضعين أصلا بنفسه كما ذكر، وإن كان أحدهما تبعا للآخر بأن كانت القرية قريبة من المصر بحيث تجب الجمعة على ساكنها فإنه يصير مقيما بدخول أحدهما أيهما كان؛ لأنهما فى الحكم كموطن واحد(تبيين الحقائق شرح كنز الدقائق، ج ١، ص ٢١٢، باب صلاة المسافر)

اور درر الحکام میں ہے:

فأما إذا تبع أحدهما الآخر بأن كانت القرية قريبة من المصر بحيث تجب الجمعة على ساكنها فإنه يصير مقيما بنية الإقامة فيهما فيتم بدخول أحدهما؛ لأنهما فى الحكم كموضع واحد(درر الحكام شرح غرر الأحكام، ج ١، ص ١٣٣، كتاب الصلاة، باب صلاة المسافر)

اور تحفۃ الفقہاء میں ہے:

فأما إذا كان أحدهما تبعا للمصر حتى تجب الجمعة على من سكن هناك فإنه يصير مقيما بنية إقامة خمسة عشر يوما فى هذين الموضعين لأنهما فى الحكم كموضع واحد(تحفة الفقهاء، ج ١، ص ١٥١، باب صلاة المسافر)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ آبادی کے متحد ہونے کی ایک صورت یہ ہے کہ ان میں سے کوئی ایک دوسرے کے تابع ہو، اس طور پر کہ کوئی گاؤں شہر کے اتنا قریب ہو کہ حنفیہ کے قواعد کے مطابق اس گاؤں

کے باشندوں پر اس جگہ نمازِ جمعہ واجب ہو، جو اس بات کی علامت ہے کہ وہ گاؤں اپنے سے متصل شہر کا جزو بن چکا ہے، اس لئے وہاں کے باشندوں پر جمعہ کو واجب قرار دیا جارہا ہے، حالانکہ حنفیہ کے نزدیک گاؤں کے باشندوں پر جمعہ کی نماز واجب نہیں، تو اس صورت میں وہ ساری آبادی موضع واحد کہلائے گی۔

اور اگر ان میں سے کوئی ایک آبادی دوسرے کے تابع نہ ہو، بلکہ ہر ایک مستقل ہو، جیسا کہ دو مستقل شہر ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک ان کے باشندوں پر جمعہ متصل شہر کے تابع ہونے کی وجہ سے واجب نہیں ہوتا، بلکہ ہر ایک کے خود شہر کا باشندہ ہونے کی وجہ سے واجب ہوا کرتا ہے۔

یا وہ دو مستقل گاؤں ہوں، جس کی ایک صورت یہ ہے کہ حنفیہ کے قواعد کے مطابق ان میں سے کسی جگہ جمعہ جائز نہ ہوتا ہو، تو ان کو اتحاد کا حکم حاصل نہ ہوگا، جس کی مکمل وضاحت اس سے پہلی عبارات میں گزر چکی ہے۔

پس ان عبارات سے واضح ہوا کہ اگر دو شہر ایک دوسرے سے متصل مگر اپنی ذات میں مستقل ہیں، تو وہ حضر واقامت اور سفر وقصر کے اعتبار سے الگ الگ مواضع شمار کئے جائیں گے۔ (جاری ہے............)

کیا آپ جانتے ہیں؟ ادارہ

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

سفارش کے آداب

(1)...... کسی ضرورت مند کی جائز اور اچھی سفارش کرنا اَجروثواب والا کام ہے اور اس کے برعکس کسی کی بُرے یا ناجائز کام کی سفارش کرنا گناہ والا کام ہے۔

قرآن مجید کی سورہ نساء میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا.

جو بھلائی کی سفارش کرے گا، وہ اس میں سے (ثواب والا) حصّہ پائے گا، اور جو برائی کی سفارش کرے گا، وہ اس میں سے (گناہ والا) حصّہ پائے گا۔

(2)...... سفارش کرنے والے کو جائز سفارش مخلصانہ طریقہ پر کرنی چاہیے، نہ کہ کسی پر احسان چڑھانے اور اُسے نیچا دِکھانے کی غرض سے؛ کیونکہ نیت میں بگاڑ کی وجہ سے نیک عمل کا اَجروثواب ضائع ہوجاتا ہے۔

(3)...... سفارش کے سلسلے میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ جائز اور حق کام کے لیے ہونی چاہئے، کسی ناجائز وناحق کام کے لیے سفارش کرنا جائز نہیں؛ مثلاً جو شخص کسی منصب اور عہدے کا اَہل نہیں، اُس کے لیے اُس منصب یا عہدے کی سفارش کرنا درست نہیں، اگر کوئی ناحق سفارش کی گئی اور اس کی وجہ سے دوسرا شخص کسی غلط اور ناجائز عہدے پر فائز ہوگیا تو سفارش کرنے والا بھی گناہ گار ہوگا، اسی طرح کسی گناہ کے کام کی سفارش کی گئی اور وہ گناہ کا کام اس سفارش کی وجہ سے عمل میں آ گیا، تو سفارش کرنے والا بھی گناہ گار ہوگا، اور جب تک یہ نا اہل شخص اس عہدہ پر قائم رہے گا، یا وہ گناہ ہوتا رہے گا، خواہ پچاس سال ہی کیوں نہ ہو، اس وقت تک سفارش کرنے والا، بھی گناہ گار ہوتا رہے گا۔

(4)...... عدالت میں ثبوت کے بعد اور اس سے پہلے مقتول کے ورثاء کے لئے قصاص اور دیت کو

معاف کرنے یا حاکم وغیرہ کو معافی کی سفارش کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، کیونکہ قصاص و دیت خالص بندہ کا حق ہے، اور معاف کردینا افضل ہے، مگر معاف کرنے کا یہ اختیار مقتول کے ورثاء کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں ہوتا۔

اور قصاص کے علاوہ اسلامی حدود کے جرائم (مثلاً چوری کے جرم) کے عدالت میں پہنچنے سے پہلے تو مظلوم کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ ان جرائم کو معاف کردے، اور دوسرے کی طرف سے معاف ودرگزر کرنے کی سفارش واپیل کرنا بھی جائز ہے، مثلاً اس مظلوم سے معافی کی درخواست کی جائے، جس کی حق تلفی لازم آئی ہے، یا جس کا مال چوری ہوا ہے۔

لیکن حاکم وجج کے پاس اس طرح کا جرم پہنچنے اور اعتراف واقرار یا گواہوں سے ثبوت کے بعد اس کی شریعت کی طرف سے متعین کردہ حد والی سزا کو معاف وساقط کرنے یا اس کی معافی کی سفارش کرنے کا کسی کو حق نہیں۔

(5)...... سفارش دوسرے پر دباؤ ڈالنے، زبردستی کرنے یا اُس سے اپنی بات ہر حال میں منوانے کا نام نہیں، بلکہ سفارش دراصل دوسرے کو کسی جائز کام کا مشورہ دینے اور اس کی کسی جائز کام کی طرف توجہ دِلانے کا نام ہے، اس لیے اس کو اسی درجے میں رکھ کر بروئے کار لانا چاہیے۔

(6)...... جس کے سامنے سفارش کی گئی ہے، اگر وہ سفارش کو قبول نہ کرے تو اُس سے ناراض ہونے کے کوئی معنیٰ نہیں، کیونکہ سفارش کی حیثیت مشورے کی ہے اور مشورہ دینے والے کے مشورے پر دوسرے کو عمل کرنا ضروری نہیں۔

(7)...... سفارش ایسے انداز میں کرنی چاہیے، جس سے دوسرے شخص کو اُصولوں کے مطابق کام انجام دینے کی آزادی میں خلل واقع نہ ہو، اور وہ سفارش کی وجہ سے بادلِ ناخواستہ عمل کرنے یا کسی اصول و قانون شکنی کا پابند یا اس پر مجبور نہ ہو جائے۔

(8)...... سفارش میں ایسے الفاظ کہنے یا لکھنے چاہئیں کہ مثلاً:

''یہ صاحب میرے خیال میں فلاں کام کے لیے موزوں یا اہل ہیں؛ اگر آپ کے اختیار میں ہو اور آپ کو کوئی عذر نہ ہو اور آپ کی مصلحت واُصول کے خلاف نہ ہو تو ان کا فلاں کام کردیجئے'' وغیرہ۔

(9)...... سفارش کرانے والے کی بھی ذمہ داری ہے کہ سفارش ایسے کام کی نہ کرائے، جو جائز نہ ہو، یا اس میں کسی جائز قانون کی خلاف ورزی لازم آتی ہو، اور نہ ہی سفارش کرانے والے پر ایسا دباؤ ڈالے جس سے وہ غلط کام کے کرنے یا غلط انداز میں سفارش کرنے پر مجبور ہو جائے، اور اگر سفارش کرنے والے کی سفارش پر عمل درآمد نہ ہو تو بار بار اُس کو سفارش کرنے کے لیے تنگ نہ کرے، اور نہ ہی دوسروں کے سامنے اُس کی سفارش قبول نہ ہونے کا تذکرہ کرے۔

(10)...... کسی کی سفارش کرنے پر اس سے کسی طرح کی رقم یا ہدیہ لینا منع ہے اور اکثر حالات میں یہ رشوت کا حکم رکھتا ہے، جس سے بچنا چاہیے اور اچھے کام کی سفارش کو ثواب کا کام سمجھ کر اختیار کرنا چاہیے، اور غلط و ناجائز سفارش سے ویسے ہی پرہیز کرنا چاہیے۔

(11)...... آج کل ناجائز کاموں کی سفارش کرنے یا ناجائز طریقہ پر سفارش کرنے کی بہت سی صورتیں معاشرہ میں رائج ہوگئی ہیں، ان سے خود بھی بچنا چاہیے، اور دوسروں کو بھی بچانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

Idara Ghufran

عبرت کدہ　حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط5　مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیۡ ذٰلِکَ لَعِبۡرَۃً لِّاُولِی الۡاَبۡصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

حضرت موسیٰ اپنی والدہ کی گود میں

جب فرعون کے گھر میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پرورش شروع ہوئی، تو اب بچہ کو دودھ پلانے کا مسئلہ درپیش تھا، اور یہ مشورہ ہوا کہ اس بچہ کے لئے کوئی ''آیا'' مقرر کی جائے، جو اس بچہ کو دودھ پلا دیا کرے، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طبیعت میں اللہ تعالیٰ نے یہ بات پیدا کردی کہ وہ کسی خاتون کے سینے کو منہ ہی نہ لگاتے، بہت سی دودھ پلانے والی خواتین کو بلایا گیا، لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی بھی خاتون کا دودھ نہیں پیا۔

دوسری طرف حضرت موسیٰ علیہ السلام کی ہمشیرہ سارا واقعہ دیکھ رہی تھیں، وہ کہنے لگیں کہ اگر اجازت ہو، تو میں کسی ایسی خاتون کا پتہ بتادوں، جو بہت نیک اور اس بچے کی خدمت کے لئے بہت موزوں ہیں، بلکہ اگر آپ حکم دیں تو میں اس کو بلا کر لے آؤں، فرعون کی بیوی نے حضرت موسیٰ کی ہمشیرہ کو اس خاتون کے لانے کا حکم دے دیا۔

قرآن مجید کی سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَحَرَّمۡنَا عَلَيۡهِ الۡمَرَاضِعَ مِنۡ قَبۡلُ فَقَالَتۡ هَلۡ اَدُلُّكُمۡ عَلٰۤى اَهۡلِ بَيۡتٍ يَّكۡفُلُوۡنَهٗ لَكُمۡ وَهُمۡ لَهٗ نَاصِحُوۡنَ (سورة القصص، رقم الآية ۱۲)

یعنی ''اور ہم نے پہلے سے اس پر دودھ پلانے والیوں کا دودھ حرام کردیا تھا، پھر (حضرت موسیٰ کی بہن) بولی میں تمہیں ایسے گھر والے بتاؤں جو اس کی تمہارے لیے پرورش کریں اور وہ اس کے خیر خواہ ہوں''

جب حضرت موسیٰ کی والدہ کو فرعون کی بیوی کے پاس لایا گیا، حضرت موسیٰ کا چھاتی سے لگانا تھا کہ انہوں نے دودھ پینا شروع کردیا۔

فرعون کو تھوڑا شک ہوا کہ اس بچہ نے خاتون کا دودھ فوراً کیوں پینا شروع کردیا، تو اس نے حضرت موسیٰ کی والدہ سے سوال کیا کہ تم اس بچہ کی کیا لگتی ہو کہ اس نے تیرے سوا کسی کے دودھ کو منہ بھی نہ لگایا؟ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے کہا میں ایک عورت ہوں، اور پاک صاف رہتی ہوں، میرا دودھ خوشگوار ہے، جسم خوشبودار ہے، اس لئے جن بچوں کے مزاج میں نفاست ہوتی ہے وہ اور عورتوں کا دودھ نہیں لیتے ہیں، میرا دودھ پی لیتے ہیں۔

فرعون کے گھر والوں کو بہت غنیمت معلوم ہوا کہ بچہ نے ایک عورت کا دودھ قبول کرلیا ہے، بڑی خوشیاں منائی گئیں اور انعام واکرام کیے گئے۔ [1]

دودھ پلانے کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے عذر کیا کہ میں یہاں نہیں رہ سکتی، اپنے گھر لے جا کر اس کی پرورش کروں گی، کیونکہ میں اپنے خاوند اور بچوں کو چھوڑ کر یہاں نہیں رہ سکتی، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام امن واطمینان کے ساتھ پھر آغوش مادری میں پہنچ گئے، اور فرعون کے یہاں سے جو شاہی وظیفہ اس گھرانے کا مقرر ہوا وہ الگ رہا۔

سبحان اللہ! اللہ کی قدرت کے کیا کہنے، دودھ اپنے بچے کو پلائیں اور تنخواہ فرعون سے وصول کریں، اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو واپس لوٹانے کا وعدہ کس اچھے طریقے سے پورا فرمایا۔

قرآن مجید کی سورہ قصص میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَرَدَدْنَاهُ إِلٰى أُمِّهٖ كَىْ تَقَرَّ عَيْنُهَا وَلَا تَحْزَنَ وَلِتَعْلَمَ أَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ (سورة القصص، رقم الآية ١٣)

یعنی ''پھر ہم نے اسے اس کی ماں کے پاس پہنچادیا تاکہ اس کی آنکھیں ٹھنڈی رہیں اور غمگین نہ ہو اور جان لے کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے لیکن اکثر آدمی نہیں جانتے''

مطلب یہ ہے کہ اللہ کے کیئے ہوئے وعدے بہر حال پورے ہو کے رہتے ہیں، خواہ ان کے امکانات بالکل معدوم نظر آرہے ہوں، یا یہ کہ ظاہری اسباب کے علاوہ کچھ باطنی اسباب بھی ہوتے ہیں جو مکمل طور پر اللہ تعالیٰ کے قبضہ قدرت میں ہوتے ہیں اور اکثر لوگ یہ نہیں جان سکتے کہ اللہ تعالیٰ کے وعدے کون کون سے راستے اور کون کون سے مراحل طے کرتے ہوئے پورے ہوتے ہیں۔

احادیث میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا خواتین کے دودھ پینے سے پرہیز اور حضرت موسیٰ کی ہمشیرہ کا

---

[1] وحرمنا عليه المراضع من قبل فجاء ت أخته وقالت :هل أدلكم على أهل بيت يكفلونه لكم وهم له ناصحون تعني هل أدلكم على من يرضعه لكم بالأجرة، فذهبت به وهم معها إلى أمه فعرضت عليه ثديها، فقبله ففرحوا بذلك فرحا شديدا، واستأجروها على إرضاعه فنالها بسببه سعادة ورفعة وراحة فى الدنيا وفى الآخرة أغنى وأجزل(تفسير ابنِ كثير، ج٥ص ٢٥١، سورة طٰهٰ)

حضرت موسیٰ کی والدہ کولانے اور حضرت موسیٰ کا اپنی والدہ کا دودھ پینے کا ذکر آیا ہے۔ [1]

اس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ السلام اپنی والدہ کے پاس دودھ پینے کے زمانہ تک رہے، جب حضرت موسیٰ کے دودھ پینے کا زمانہ گزر گیا، اور وہ ایسی عمر کو پہنچ گئے، جس میں عموماً بچہ اپنی والدہ سے مستغنی ہوجاتا ہے، تو حضرت موسیٰ کی والدہ ان کو لے کر فرعون کے محل تشریف لے گئیں، اور بعد کے زمانہ میں حضرت موسیٰ کی تعلیم وتربیت فرعون کے گھر میں ہی ہوئی۔ [2]

(جاری ہے............)

---

[1] چنانچہ مسند ابی یعلیٰ میں حدیث ابنِ عباس اس طرح مروی ہے:

فأرسلت إلى من حولها من كل امرأة لها لبن لتختار له ظئرا، فجعل كلما أخذته امرأة منهن لترضعه لم يقبل ثديها حتى أشفقت عليه امرأة فرعون أن يمتنع من اللبن فيموت، فأحزنها ذلك ، فأخرج إلى السوق ومجمع الناس ترجو أن تجد له ظئرا يأخذ منها فلم يقبل، فأصبحت أم موسى والهة، فقالت لأخته :قصيه قصي أثره واطلبيه، هل تسمعين له ذكرا؟ أحي ابني أم قد أكلته الدواب، ونسيت ما كان الله وعدها فيه، فبصرت به أخته، عن جنب وهم لا يشعرون - والجنب أن يسمو بصر الإنسان إلى الشيء البعيد وهو إلى جنبه لا يشعر به -فقالت من الفرح حين أعياهم الظؤار :أنا أدلكم على أهل بيت يكفلونه لكم وهم له ناصحون، فأخذوها فقالوا :ما يدريك ما نصحهم له؟ هل تعرفونه؟ حتى شكوا في ذلك -وذلك من الفتون يا ابن جبير - فقالت :نصيحتهم له وشفقتهم عليه رغبة في صهر الملك ورجاء منفعته، فأرسلوها، فانطلقت إلى أمها فأخبرتها الخبر، فجاء ت أمه، فلما وضعته في حجرها نزا إلى ثديها فمصه حتى امتلأ جنباه ريا وانطلق البشير إلى امرأة فرعون يبشرها أن قد وجدنا لابنك ظئرا، فأرسلت إليها، فأتيت بها وبه، فلما رأت ما يصنع بها، قالت لها :امكثي عندي ترضعين ابني هذا، فإني لم أحب حبه شيئا قط، فقالت أم موسى :لا أستطيع أن أدع بيتي وولدي فنضيع، فإن طابت نفسك أن تعطينيه فأذهب به إلى بيتي فيكون معي لا آلوه خيرا، وإلا فإني غير تاركة بيتي وولدي، وذكرت أم موسى ما كان الله عز وجل وعدها، فتعاسرت على امرأة فرعون وأيقنت أن الله منجز وعده، فرجعت إلى بيتها بابنها، فأصبح أهل القرية مجتمعين يمتنعون من السخرة والظلم ما كان فيهم، قال :فلما ترعرع، قالت امرأة فرعون لأم موسى :أريد أن تريني ابني، فوعدتها يوما تريها إياه، فقالت امرأة فرعون لخزانها وقهارمتها وظئورتها :لا يبقين أحد منكم إلا استقبل ابني اليوم بهدية وكرامة لأرى ذلك فيه، وأنا باعثة أمينا يحصي كل ما يصنع كل إنسان منكم، فلم تزل الهدايا والكرامة والنحل تستقبله من حين خرج من بيت أمه إلى أن أدخل على امرأة فرعون(مسند ابی یعلیٰ الموصلی، رقم الحديث ٢٦١٨)

قال الهيثمي:رواه أبو يعلى، ورجاله رجال الصحيح غير أصبغ بن زيد والقاسم بن أبي أيوب وهما ثقتان(مجمع الزوائد، تحت رقم الحديث ١١١٦٦)

وقال حسين سليم اسد الدارانی:رجاله ثقات(حاشية مسند ابی یعلیٰ)

[2] فمكث عندها الى ان فطمته فاتت به الى فرعون فتربى عنده كما قال الله تعالى حكاية عنه فی سورة الشعراء ألم نربک فينا وليدا(التفسير المظهری، ج۷ص۱۵۰، سورة القصص)

طب وصحت

مفتی محمد رضوان

ابتدائی طبی امداد (First Aid) (قسط2)

کان میں کسی چیز کا پھنس جانا

بعض اوقات بچے کھیلتے کھیلتے کسی اناج کے دانے، کانچ کے موتی یا کسی دوسری چیز کو کان میں ڈال لیتے ہیں، اور اپنی ناسمجھی کی وجہ سے اس کو انگلی سے دھکیل کر کان میں دور تک پھنسا لیتے ہیں، اور بعض اوقات کسی بڑے کے کان میں بھی کسی طرح سے ایسی چیز جاسکتی ہے، خاص طور پر اگر کوئی حادثہ، ایکسیڈنٹ وغیرہ ہوجائے۔

اگر کان میں پھنسی ہوئی چیز قریب میں ہو تو وہ گرفت میں آسکتی ہے، اس کو موچنے، چمٹی یا باریک سلائی وغیرہ سے آہستہ آہستہ باہر نکال لینا چاہئے۔

اور اگر کان میں پھنسی ہوئی چیز گرفت میں نہ آسکے تو پہلے کان میں دو بوند تلوں کا یا سرسوں کا تیل ٹپکائیں، اور باریک سلائی سے پھنسی ہوئی چیز کو باہر کی طرف سرکائیں اور پھر موچنے یا چمٹی وغیرہ سے اس چیز کو باہر نکال لیں، ان تمام کوششوں میں یہ خیال رکھیں کہ کان زخمی نہ ہونے پائے، اگر معاملہ قابو میں نہ آئے، تو متاثرہ مریض کو کسی ماہر معالج یا قریبی ہسپتال میں پہنچائیں۔

کان میں کسی کیڑے کا گھس جانا

بعض اوقات سوتے ہوئے کوئی کیڑا یا مچھر وغیرہ کان میں گھس جاتا ہے، اور کان میں زہر سے سوزش یا ورم پیدا کرنے کا سبب بنتا ہے، اگر وہ مچھر یا کیڑا نظر آئے تو موچنے یا چمٹی وغیرہ سے آرام سے باہر نکال لیں، اور اگر صرف رینگنے کی سرسراہٹ محسوس ہو تو کان میں سرسوں کا تیل تین چار قطرے ڈالنے سے وہ مرجاتا ہے، اس کے بعد نیم گرم پانی کی پچکاری کرنے اور کان کو نیچے کی طرف جھکا کر رکھنے سے مرا ہوا کیڑا پانی کے ساتھ بہہ کر باہر آجاتا ہے۔

کان میں پانی چلا جانا

کسی وجہ سے اگر کان میں پانی چلا جائے تو کان کو نیچے کی طرف جھکا دیں یا روئی یا اخبار وغیرہ کے کاغذ کی بتی بنا کر آہستہ آہستہ کان میں داخل کریں، اس سے پانی روئی یا کاغذ میں جذب ہوکر خارج ہوجاتا ہے۔

اگرکان میں خالی پچکاری داخل کرکے اس کو پیچھے سے دبائیں، اور دستہ والی پچکاری ہو، تو اس کا دستہ باہر کی طرف کھینچیں، تو اس سے بھی کان سے پانی نکل آتا ہے، اگر پچکاری موجود نہ ہو، تو کوئی بھی نلکی یا گیہوں یا جو کے پودے کی نالی کا ایک حصہ کان میں آہستہ سے داخل کریں، اور دوسرے سرے سے منہ سے احتیاط کے ساتھ چوسیں، اس سے بھی کان میں جمع شدہ پانی نکل آتا ہے۔

آنکھ میں کسی چیز کا پڑجانا

راہ چلتے یا بیٹھے یا بٹھائے کسی بھی وقت آنکھ میں کوئی چھوٹا سا مچھر یا تنکا وغیرہ پڑجاتا ہے، پھر بعض اوقات یہ مچھر یا تنکا وغیرہ پپوٹے کی جھلی میں جاکر چپک جاتا ہے، اس کے نکالنے کا طریقہ یہ ہے کہ آنکھ کا پپوٹا آہستگی سے الٹا کر روشنی میں غور سے دیکھیں، اور جس جگہ وہ نظر آئے، تو صاف روئی یا کپڑے کو تھوڑا سا بھگو کر اس کو آنکھ کے متاثرہ حصہ پر آہستہ آہستہ پھیریں، جس سے وہ مچھر یا تنکا وغیرہ روئی یا کپڑے سے چپک کر باہر نکل آئے گا، اگر آنکھ میں کوئی چیز نظر نہ آئے تو ایک صاف کھلے برتن میں صاف، شفاف پانی ڈال دیں، اور اس میں اپنا چہرہ ڈبو کر کچھ دیر کے لئے آنکھوں کو کھولیں اور بند کریں۔

اور اگر اس طرح بھی نہ نکلے تو رات کو آنکھ میں ذرا سا گھی لگائیں اور اوپر روئی رکھ کر پٹی باندھ دیں، اس سے عموماً وہ چیز صبح کو میل کچیل کے ساتھ باہر نکل آتی ہے۔

اگر آنکھ میں بارود کا جلتا ہوا ذرہ یا آگ کی چنگاری گرجائے تو آنکھ میں دو چار قطرے کسٹر آئیل (Castor Oil) یعنی ارنڈی کا تیل ڈال کر اوپر روئی رکھ کر پٹی باندھ دیں، اس عمل کے ذریعہ چند گھنٹے بعد ذرہ نکل آتا ہے، اور تکلیف دور ہوجاتی ہے، اگر ذرہ نظر آئے تو پہلے اس کو نکال لینا چاہئے پھر آنکھ میں تیل، گھی یا انڈے کی سفیدی ٹپکانی چاہئے، اگر آنکھ میں لوہے کا ذرہ گرجائے تو اس کو صاف شفاف، مقناطیس کی مدد سے باآسانی نکالا جاسکتا ہے، ذرہ نکالنے کے بعد خراش کو تسکین پہنچانے کے لئے کسٹر آئیل (Castor Oil) آنکھ میں ڈالیں، اور اس کے بجائے شہد کا ڈالنا زیادہ مفید ہے، اگر آنکھ میں چونے کی چھینٹ پڑجائے تو بہت تکلیف دیتی ہے، ایسی صورت میں آنکھ کو ہرگز نہ ملیں، بلکہ صاف پانی میں دھوئیں اور پھر انڈے کی سفیدی، گری کا تیل یا گلیسرین یا شہد دو تین قطرے ڈالیں۔

اگر آنکھ میں گرم گھی یا تیل کی چھینٹ گرجائے تو ناریل کا تیل اور چونے کا پانی ہم وزن ملا کر آمیزہ سا بنا لیں اور روئی کا ٹکڑا بھگو کر بار بار آنکھ کے اوپر رکھیں۔

Idara Ghufran

یادرکھیں کہ یہ تمام طریقے ابتدائی طبی امداد کے ہیں، ابتدائی طبی امداد پہنچانے کے بعد کسی ماہر معالج سے آنکھوں کا معائنہ کرانا چاہئے، بعض اوقات وقتی طور پر آرام آجاتا ہے، مگر کوئی نقص رہ جاتا ہے، جو بعد میں پریشانی کا باعث بنتا ہے۔

حلق میں کسی چیز کا پھنس جانا

چھوٹے اور بڑے سب ہی طرح کے لوگ حلق میں کسی چیز کے پھنسنے کے حادثہ کا شکار ہوسکتے ہیں، تاہم چھوٹے بچے خاص طور پر اس حادثہ کا شکار ہوجاتے ہیں، بچے کھیلتے ہوئے کوئی چیز، مثلاً زمین پر گرا ہوا بٹن، کوئی سکہ، یا ٹھوس چیز منہ میں ڈال لیتے ہیں، اگر یہ اشیاء نگلی نہ جاسکیں تو حلق میں پھنس کر رہ جاتی ہیں، اور بچے کا چہرہ تکلیف سے سرخ ہوجاتا ہے، آنکھیں باہر کی طرف نکل آتی ہیں، منہ سے جھاگ نکلتا ہے، ایسی صورت میں بچے کے منہ میں انگلی ڈال کر آہستگی سے حلق میں پھنسی ہوئی چیز کو نکالنے کی کوشش کرنی چاہئے، اگر اس طرح وہ چیز نکالنے میں کامیابی نہ ہو تو بچے کو دونوں پاؤں سے پکڑ کر الٹا لٹکائیں اور دوسرے شخص کو بچے کی پشت اور گردن پر آہستہ آہستہ تھپکی دینے کے لئے کہیں، اس طرح پھنسی ہوئی چیز عموماً باہر نکل آتی ہے۔ اگر اس طرح سے بھی وہ چیز باہر نہ نکلے تو اگر وہ چیز حلق سے اندر جاسکتی ہو تو اسے آہستہ سے اندر دھکیلیں تاکہ وہ چیز معدے میں پہنچ کر بعد میں پاخانہ کے راستہ باہر نکل جائے، ایسی چیز کے پاخانہ کے راستہ باہر آنے میں چار، پانچ گھنٹے سے لے کر تین چار ہفتہ تک کا وقت بھی لگ سکتا ہے۔

اگر مذکورہ بالا تدبیروں کے باوجود وہ چیز کھانے کی نالی میں پھنسی رہے، اور نیچے نہ اُترے، تو بچوں کو چند کیلےاور بڑوں کو چھ سے بارہ کیلے کھانے سے وہ چیز پیٹ میں چلی جاتی ہے، اور بعد میں پاخانہ کے راستہ سے خارج ہوجاتی ہے، اگر اس کے باوجود تکلیف دور نہ ہو، تو فوراً کسی معالج یا قریبی ہسپتال میں مریض کو لے جانا چاہئے۔

اگر حلق میں مچھلی کا کانٹا یا ہڈی کا ٹکڑا وغیرہ پھنس جائے تو ایسی صورت میں روٹی کے ٹکڑے کو گھی سے تر کرکے کچھ بڑا نوالہ بنا کر نگلنے کی کوشش کریں، یا چند کیلے کھالیں، اس طرح عموماً کانٹا یا ہڈی کا ٹکڑا معدے میں پہنچ جاتا ہے اور بعد میں پاخانے کے ساتھ خارج ہوجاتا ہے۔

اخبارِ ادارہ مولانا محمد امجد حسین

ادارہ کے شب وروز

❏...... 17/ 24/ جمادی الاولیٰ ، یکم/ 8/ جمادی الاخریٰ، جمعہ کے دن متعلقہ مساجد میں حسبِ معمول وعظ ومسائل کی نشستیں ہوئیں۔

❏...... 19/ 26/ جمادی الاولیٰ ،3/ 10جمادی الاخریٰ، بروز اتوار دن دس بجے حسبِ سابق ،حضرت مدیر صاحب کی ہفتہ وار اصلاحی نشست ادارہ میں منعقد ہوتی رہی۔

❏......ربیع الآخر اور جمادی الاولیٰ میں اتوار کو بعد ظہر شعبہ ناظرہ وقاعدہ اور جمعرات بعد ظہر شعبہ حفظ کے لئے اصلاحی وتربیتی بزمِ ادب کی نشستیں حسبِ معمول ہوئیں۔

❏...... 13/ جمادی الاولیٰ، بروز پیر، بعد ظہر جناب زکریا چوہدری صاحب (شعبہ کمپیوٹر) کے اعزاز میں الوداعی پارٹی دی گئی، آپ ملتان شفٹ ہوگئے۔

❏...... 17/ جمادی الاولیٰ، بروز جمعہ، پل شاہ نذر میں جناب عدنان خان صاحب (صراف) نے نئے مکان کے افتتاح کے سلسلے میں شام کو دعوت کی، اس موقع پر حضرت مدیر صاحب کا بیان ہوا، مولانا محمد ناصر صاحب، حافظ محمد ریحان صاحب، جناب اسرارالحق صاحب اور بندہ محمد امجد بھی شریک ہوئے۔

❏......یکم/ جمادی الاخریٰ، جمعہ، بعد مغرب ''مجلسِ فقہی'' کی ماہانہ مجلس ہوئی، مختلف مباحث زیرِ بحث آئے، رات ساڑھے نو بجے اختتام ہوا۔

❏...... 4/ جمادی الاخریٰ، بروز منگل، شعبہ حفظ میں نئے معلم قاری محمد فیاض صاحب کی عارضی وآزمائشی تقرری ہوئی (ادارہ کے سابق استاد جناب قاری محمد حبیب اللہ صاحب بیماری کے باعث تدریس سے معذوری ظاہر کی تھی)

❏...... 7/ جمادی الاخریٰ، جمعرات، بعد عشاء، حضرت مدیر صاحب مع اہلِ خانہ، جناب امجد صاحب (رکشہ والے، کوہاٹی بازار، راولپنڈی) کی دعوت پر ان کے گھر عشائیہ پر مدعو تھے۔

❏...... 11/ جمادی الاخری، پیر، مولانا طارق محمود کے ہاں چار بیٹیوں کے بعد بفضلِ رب بیٹا تولد ہوا، جس پر آپ کے گھر والے اور خاندان اور اہلِ ادارہ کو غیر معمولی فرحت وانبساط حاصل ہوا، اللہ عزوجل قرۃ العین اور سعادت مند بنائے۔

Idara Ghufran

اخبارِ عالم

حافظ غلام بلال

دنیا میں وجود پذیر ہونے والے اہم و مفید حالات و واقعات، حادثات و تغیرات

21/فروری/2016ء/12/جمادی الاول/1437ھ: پاکستان: فیصل آباد نیب کا چھاپہ، 80 کروڑ کے گھپلوں میں ملوث ٹھیکیدار گرفتار 22/فروری: بھارت: ہریانہ، جاٹ برادری کا پرتشدد احتجاج، کرفیو کے باجود ہنگامے، مظاہرین نے نہر بند کردی، دہلی میں پانی ختم، سمجھوتہ ایکسپریس بھی معطل ☎ مقبوضہ کشمیر جھڑپیں جاری، بھارتی فوج کے 2 کیپٹن سمیت مزید 3 اہلکار ہلاک، سرکاری عمارت پر قبضہ دوسرے روز بھی جاری 23/فروری: پاکستان: بھارت پٹھانکوٹ حملہ، پنجاب میں چھاپے، کئی گرفتار 24/فروری: پاکستان: سیف سٹی، جڑواں شہروں میں 2 ہزار کیمرے فعال ☎ رائیونڈ: تبلیغی جماعت میں تشکیل کے لئے شناختی کارڈ، چلہ لگانے کے لئے علاقائی امیر کا لیٹر لازمی قرار، اجتماع کو دو کے بجائے 4 حصوں میں تقسیم کردیا گیا 25/فروری: پاکستان: خاتون کی پٹائی پر مرد کو جیل، ہاتھوں میں ٹریکر چوڑیاں، غلط شکایت پر خاتون کو بھی 3 ماہ جیل، پنجاب اسمبلی سے خواتین پروٹیکشن بل منظور 26/فروری: پاکستان: نیب نے مہنگی ادویات پر 7 کمپنیوں کے مالکان کے پاسپورٹ ضبط کرادیئے 27/فروری: پاکستان: اسلام آباد لوکل گورنمنٹ، بجلی چوری کی روک تھام کے بل منظور ☎ بھارت: دہلی بم دھماکے، پاکستانی شہری سمیت 2 افراد عدمِ ثبوت پر بری 28/فروری: پاکستان: کراچی میں درجہ حرارت 38 تک پہنچ گیا، امسال فروری میں گرمی کا 20 سالہ ریکارڈ ٹوٹ گیا 29/فروری: پاکستان: رحیم یار خان، کالج کے طلباء نے 15 ہزار دیئے جلا کر بھارت کا ریکارڈ توڑ ڈالا یکم/مارچ: پاکستان: پٹرول ساڑھے 8 روپے لٹر سستا، سی این جی کی قیمت میں 7 روپے کلو کمی، وزیرِ اعظم نے منظوی دے دی ☎ مشترکہ مفادات کونسل نے سکیورٹی اہلکار دستیاب نہ ہونے پر مردم شماری موخر کردی 2/مارچ: پاکستان: پنجاب، پختونخوا، سندھ ٹرانسپورٹ کرایوں میں 12 فیصد تک کمی، بجلی 4.11 روپے یونٹ سستی 3/مارچ: پاکستان: اسلام آباد دفعہ 144 نافذ، بغیر اجازت مکان کرایہ پر دینے پر پابندی، ہوٹل گیسٹ ہاؤس میں قیام کرنے والوں کی تفصیلات پولیس کو فراہم کرنا لازمی قرار 4/مارچ: پاکستان: گاڑیوں اور موٹر سائیکلوں کے لئے ''اونر بیسڈ رجسٹریشن نمبر سسٹم'' متعارف کرانے کا فیصلہ 5/مارچ: پاکستان: جرمنی آئی ڈی پیز کی بحالی کے لئے 12 کروڑ 57 لاکھ یورو دیگا، 4 معاہدوں پر دستخط ☎ سینٹ میں پی آئی اے کو کمپنی بنانے کا بل مسترد 6/مارچ: پاکستان: سرگودھا سمیت مختلف علاقوں میں بارش، ژالہ باری، گندم کی

فصل کو نقصان ☎ امریکہ نے پاکستان کو ایف 16 طیاروں کی فراہمی کا باقاعدہ نوٹیفکیشن جاری کردیا ✍7/مارچ: پاکستان: درآمدی بل کم کرنے کے لئے 400اشیاء پر ریگولیٹری ڈیوٹی عائد ✍8/مارچ: پاکستان: شبقدر کچہری میں خودکش دھماکہ، 20افراد شہید، 31زخمی ✍9/مارچ: پاکستان: قیمتیں بڑھنے پر میڈیکل اسٹورز پر اہم ادویہ غائب، مریضوں کی پریشانیاں بڑھ گئیں ✍10/مارچ: ابوظہبی: بارشوں نے تباہی مچادی، زندگی مفلوج، سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے، پاکستان میں ریڈ الرٹ جاری ✍11/مارچ: پاکستان: طوفانی بارشوں سے بلوچستان میں تباہی، 7جاں بحق، ایمرجنسی نافذ، فوج طلب۔ ✍12/مارچ: پاکستان: بچوں سے زیادتی پر 7سال قید، 7لاکھ جرمانہ ہوگا، بل سینٹ سے بھی منظور ✍13/مارچ: پاکستان: اورکزئی، گیس بھرنے سے کوئلہ کی کان میں دھماکہ، 3مزدور جاں بحق، 5لاپتہ ✍14/مارچ: ترکی: انقرہ سفارتی علاقے کے قریب خودکش دھماکہ، 34ہلاک، 127زخمی، وزیرِ اعظم نواز شریف کی مذمت ☎ انسدادِ پولیو کی 3روزہ مہم آج سے شروع ہوگی، سکیورٹی انتظامات مکمل ✍15/مارچ: پاکستان: 2007سے بجلی قیمت میں اوسط 7.15روپے یونٹ اضافہ ✍16/مارچ: پاکستان: سی این جی 5.30روپے سستی، نئی قیمت کا اطلاق آج ہوگا ☎ بھارت سے 9پاکستانی قیدی رہا، واہگہ بارڈر پر رقت آمیز مناظر ✍17/مارچ: پاکستان: دیہات سے منتقلی، شہری آبادی میں بے پناہ اضافہ ریکارڈ، تناسب 17.8فیصد سے 39.2فیصلہ ہوگیا ✍18/مارچ: پاکستان: تھر میں غذائی قلت کا شکار، مزید 6بچے زندگی ہار گئے ✍19/مارچ: پاکستان: یومِ پاکستان پریڈ، فل ڈریس ریہرسل 21مارچ کو ہوگی، اسلام آباد میں ہیوی ٹریفک کا داخلہ بند ✍20/مارچ: ترکی: استنبول میں خودکش دھماکہ، 3اسرائیلی 1ایرانی ہلاک، 36زخمی۔

Idara Ghufran